حصّہ ۴ چہارم

قسمِ خدا کی بڑا نیک کام کرتے ہیں
غمِ حسینؑ کا جو اہتمام کرتے ہیں

بیاضِ تسکینِ زہراؑ

مرکزی تنظیم عزا (رجسٹرڈ) کراچی کی
انجمنوں کے منتخب نوحوں کا مجموعہ

مرتبہ
محمد وصی خان

رحمت اللہ بک ایجنسی
بالمقابل بڑا امام بارہ، کھارادر، کراچی ...۷۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یا صاحب العصر والزمان ادرکنی!

حسینؑ

یا عباسؑ

بیاض تسکین زہراؑ

حصہ چہارم

منتخب
نایاب نوحوں کا مجموعہ

پیاری بہنوں ہر وہ کلام موجود ہے جو آپ چاہتی ہیں۔

مرتبہ محمد وصی خان

صدر مرکزی تنظیم عزا رجسٹرڈ کراچی

بار اوّل
ایک ہزار

قیمت

RP 50-00

ناشر
رحمت اللہ بک ایجنسی۔ ناشران و تاجران کتب
بمبئی بازار نزد خوجہ شیعہ اثناعشری مسجد کھارادر کراچی ۲

۲

التماس دعا

پیاری بہنوں مجلس سے پہلے اپنے ان عزیز بھائیوں کے لئے مغفرت کی دعا ضرور کیجئے گا۔ اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب بخش دیجئے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کراچی جیسے عظیم شہر میں ترویج عزاء سیدالشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے اپنے کو وقف کردیا تھا ـــــــ

۱۔ جناب بادشاہ مرزا صاحب مرحوم (انجمن ذوالفقار حیدری)
۲۔ جناب آغا عزت الزماں صاحب مرحوم۔ (انجمن ظفر الایمان)
۳۔ جناب ڈاکٹر جاوید صاحب مرحوم (انجمن حیدری علی بستی)
۴۔ جناب مختار حسین ایڈوکیٹ مرحوم (انجمن کاروان حسینی۔)
۵۔ جناب محمد عسکری خاں مرحوم (محفل حیدری ناظم آباد)
۶ — صدر شیعہ مطالبات کمیٹی پاکستان

شیعہ قوم کے رہنما جناب سید جمیل حسین رضوی صاحب مرحوم۔

سید آفتاب علی کاظمی مرحوم ـــــ صدر انجمن سوزخوان کراچی

طالب دعا محمد وصی خاں
صدر مرکزی تنظیم عزاداری ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

اَلمدد، اَلمدد، یا علیؑ! اَلمدد، اَلمدد !!

یا صاحب العصر والزمان اَدرکنی فی سبیل اللہ

کچھ دیر تو ضرور رہی خنجر کی کشمکش!

اب دو جہاں پہ تیری حکومت ہے اے حسینؑ

مولفہ و مرتبہ بیاض

محمد وصی خان
صدر مرکزی تنظیم عزا کراچی (رجسٹرڈ)

- سرپرست انجمن نوجوانان حیدریؑ ناظم آباد نمبر ۴ کراچی
- سرپرست انجمن دستہ ناصران حسینؑ لیاقت آباد "
- صدر انجمن ناصر العزا (رجسٹرڈ) کراچی
- صدر محفل حیدریؑ ناظم آباد نمبر ۴ - کراچی

۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا صاحب العصر والزمان ادرکنی

فہرست نوحہ جات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	انجمن کا نام
۱	اضافی سرورق	۱	
۲	منتہی علم	۲	
۳	فوٹو صدر تنظیم عزا رجسٹرڈ	۳	
۴	پیاری بہنوں سے گزارش	۱۱	
۵	عرض حال اجر رسالت	۱۳	
۶	بہنوں کی خدمت میں ایک اپیل	۱۵	
۷	تعارف بیاض	۱۷	
۸	خاک پر لاشیں پڑی ہیں کربلا خاموش ہے	۲۰	
۹	بیکس ستم رسیدہ و تشنہ وہاں بھی تھا۔	۲۱	انجمن ناصر العزا رجسٹرڈ
۱۰	کعبہ میں یہ کیا تیری نظر ڈھونڈھ رہی ہے	۲۱	،، ،، ،،
۱۱	انا من الحسینؑ سے یہ بات آشکار ہے	۲۳	،، ،، ،،
۱۲	کربلا دین کی حقیقت ہے۔	۲۵	،، ،، ،،
۱۳	دل پہ سوز غم سرور کی فضا طاری ہے	۲۶	

١۴	تاج شاہی جلا دیا زینبؑ	٢٧	" " "
١۵	صدا یہ آئی کہ زہراؑ کی رن میں ہائے حسینؑ	٢٨	" " "
١٦	اٹھا دے دین تو اعجازؑ کوئی دشوار نہیں	٣٠	انجمن دستہ ناصران حسینؑ
١٧	ٹھہرو ٹھہرو ابھی جاؤ نہ جاؤ میرے پیارے	٣١	" " "
١٨	زنداں کے اندھیرے میں کچھ حرکت میں ہیں دیکھے سائے	٣٢	" " "
١٩	جہاں خلوص نہ ہو بندگی نہیں ہوتی	٣۴	انجمن طفران ایمان رجسٹرڈ
٢٠	یہ کس نے کہا ماتم شبیرؑ نہ ہو گا	٣٧	" " "
٢١	قیامت تک نہ سنتا پھر تو آواز اذاں کوئی	٣٨	" " "
٢٢	احمد کا نواسہ ہے جگر بند علیؑ ہے	٣٩	" " "
٢٣	پھر کوئی معرکہ کرب و بلا ہو تو سہی	۴١	" " "
٢۴	زینبؑ کی صدا تھی کہ نہ تڑپاؤ سکینہؑ	۴٢	" " "
٢۵	یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ	۴۴	" " "
٢٦	مر گئے اکبر کہانی رہ گئی	۴٧	انجمن نوجوانان حیدری ناظم آباد
٢٧	ہے شہید کربلا کی یاد اٹھتے بیٹھتے	۴٧	" " "
٢٨	ننگے سر صبح کو نکلے نہ کیونکر آفتاب	۴٨	" " "
٢٩	حسینؑ ابن علیؑ کا غم دل مضطر میں رہتا ہے	۵٠	" " "
٣٠	کنارے حوض کوثر کے شہ ابرار بیٹھے ہیں	۵١	" " "
٣١	ایک دن بھی ماتم شبیر سے غافل نہیں	۵٢	" " "

۳۲	بنتِ شہ سرا برہنہ اُٹھیں مجمعِ اغیار میں	۵۴	〃 〃 〃
۳۳	دریا پہ علم شہ کا جب خون سے تر ہوگا	۵۶	انجمن ذوالفقار مرتضوی
۳۴	بندھے رہ گئے رسن میں بارہ گلے اے پروردگار کب تک	۵۷	〃 〃 〃
۳۵	نعرۂ حیدری یا علیؑ یا علیؑ	۵۸	〃 〃 〃
۳۶	دشت میں گونج رہی تھی علی اکبرؑ کی اذاں	۶۰	〃 〃 〃
۳۷	پکاری ماں تڑپ کر اے میرے کڑیل جواں بیٹے	۶۱	انجمن عزادار بوتراب ملیر
۳۸	بابا کو پکار رہی ہے پریشان سکینہؑ نادان سکینہؑ	۶۱	〃 〃 〃
۳۹	آؤ گودی میں آجاؤ اصغرؑ کیسے جنگل میں نیند آگئی ہے	۶۳	〃 〃 〃
۴۰	جو غم سرورِ دیںؑ کے مصائب سہہ نہ سکا	۶۴	〃 〃 〃
۴۱	بے چین مجھ کو جب دلِ مضطر نے کر دیا	۶۵	〃 〃 〃

مختلف انجمنوں کے نایاب نوحے

۴۲	حسنِ سقائے سکینہ جلوہ گر پانی میں ہے	۶۹	انجمن عابدیہ کاظمیہ
۴۳	عباسؑ نے دریا پہ یہ پیغام دیا ہے	۷۰	انجمن تبلیغ حیدریؑ
۴۴	ہمشکل مصطفےٰ کی یہ آخری اذان ہے	۷۱	انجمن نادِ علیؑ
۴۵	سکینہ کا یہ نوحہ تھا میرے بھیا چلے آؤ	۷۲	انجمن ظفر الایمان
۴۶	بہن عباسؑ کی ہے دختر کرارؑ ہے زینبؑ	۷۳	انجمن حیدری علی بستی
۴۷	رو کے عباسؑ سے کہتی تھیں سکینہؑ عمو	۷۵	انجمن امامیہ
۴۸	کربلا مظلومیت اور ظلم کی تفسیر ہے	۷۶	انجمن کاروانِ عباسؑ

۴۹	حاصل گرمئ جذباتِ وفا ہیں آنسو	۷۸	انجمن عزائے حسینؑ
۵۰	ہیں میرے عمو کہاں ہیں میرے بابا کہاں	۸۱	انجمن غمخوارانِ عباسؑ
۵۱	ماں ڈھونڈ رہی ہے کب سے اصغرؑ آجاؤ	۸۳	مختلف انجمنیں
۵۲	رن میں سوال آب پہ جب تیر چل پڑے	۸۴	” ” ”
۵۳	رن پر جو چڑھے جعفرِ طیار کے پیارے	۸۵	” ” ”
۵۴	کٹ کر گرے تھے کل جو کنارے فرات کے	۸۶	” ” ”
۵۵	دل میں علیؑ علیؑ ہو۔ زباں پہ علیؑ علیؑ	۸۷	” ” ”
۵۶	گھر گھر میں صفِ ماتم شبیرؑ بچھا دے	۹۰	” ” ”
۵۷	رو کے کہتی تھی ماں تجھکو ڈھونڈوں کہاں	۹۳	” ” ”
۵۸	آجاؤ۔ اب آجاؤ اب آجاؤ سکینہؑ	۹۴	” ” ”
۵۹	یہ سیدہ ہے باغ نبوت کا پھول ہے	۹۵	” ” ”
۶۰	علیؑ علیؑ زباں پہ کبھی حسینؑ حسینؑ	۹۶	” ” ”
۶۱	المدد المدد یا علیؑ یا علیؑ	۹۸	” ” ”
۶۲	تمام خلق کا خدمت گزار ہے پانی	۱۰۱	انجمن ذوالفقار حیدری
۶۳	بازوئے مرتضٰی مرحبا مرحبا مرحبا	۱۰۵	انجمن حیدریہ ڈرگ روڈ
۶۴	درس لیاں لے زمانہ حضرت شبیرؑ سے	۱۰۸	انجمن عزائے اہلبیت
۶۵	بصد خلوص، بصد احترام کہتے ہیں	۱۰۹	” ”
۶۶	حسینؑ درد کا عالم بسانے	۱۱۲	” ” ”
۶۷	جس پہ نازاں ہے وفا ہے وہ نگینہ عباسؑ	۱۱۴	” ” ”

۶۸	سایۂ دامن زہرہ ہے عزاداروں پہ	۱۱۱	〃 〃 〃
۶۹	غم میں ڈوبا ہوا ہر اک دل ہے	۱۱۴	انجمن شمشیر حیدری
۷۰	لیتے تھے جو کہ نام پیمبرؐ نماز میں	۱۱۵	〃 〃 〃
۷۱	کیا مٹا سکتا ہے دنیا میں کوئی سرور کا نام	۱۱۶	〃 〃 〃
۷۲	زندانِ شام میں جو سکینہ گزر گئی	۱۱۸	مختلف انجمنوں کا کلام
۷۳	کرتی تھیں زینبؑ بکا اکبرؑ غازی اٹھو	۱۱۸	〃 〃 〃
۷۴	دے صبا جاکے رسول عربی کو یہ پیام	۱۱۹	انجمن ظفر الایمان
۷۵	کربلا حاصل ہے ان کے خواب کی تعبیر کا	۱۲۱	مختلف انجمنیں
۷۶	نہ مصطفٰےؐ کا ملا اور نہ مرتضٰےؑ کا جواب	۱۲۳	〃 〃 〃
۷۷	نوحہ درحال امام زین العباد حضرت سجادؑ	۱۲۵	انجمن شہربانوؑ
۷۸	نوحہ درحال رخصت اہلبیت کربلا سے مدینہ	۱۲۶	〃 〃 〃
۷۹	اصغرؑ کو لوری دیتی رہی ماں یہ رات بھر	۱۲۸	〃 〃 〃
۸۰	زینبؑ نے کہا لوٹ گئے میرے سہارے	۱۳۲	انجمن فدائے اہلبیت
۸۱	مصائب کربلا کے سن کے جو آنسو نکلتے ہیں	۱۳۳	〃 〃 〃
۸۲	زینبؑ نے کیا جب شہ دل گیر کا ماتم	۱۳۴	〃 〃 〃
۸۳	یہ بین سکینہؑ کے تھے بابا نہیں آئے	۱۳۷	انجمن [illegible] شریف آباد
۸۴	تمام شب رہی خیموں کی پاسبان زینبؑ	۱۳۹	〃 〃 〃
۸۵	ماتم کیا ہے دنیا والو ظلم سے نفرت کا اعلان	۱۴۰	〃 〃 〃
۸۶	جب فاطمہ کا لال سوئے کربلا چلا	۱۴۲	〃 〃 〃

۸۷	الوداع اے حسینؑ	۱۴۳	مختلف انجمنیں۔
۸۸	سر شبیرؑ کجا عابد بیمار کجا	۱۴۴	〃 〃 〃
۸۹	العطش کی در خیمہ سے صدا آنے لگی	۱۴۸	〃 〃 〃
۹۰	چلا کربلا سے جو قافلہ	۱۴۹	〃 〃 〃
۹۱	علم تمہارا تھا عباسؑ اور تمہارا ہے۔	۱۵۲	انجمن العباسؑ
۹۲	یوں لٹ کے گئے نبیؐ کا مدینہ اجڑ گیا	۱۵۴	انجمن امامیہ ملیر حسن آباد
۹۳	چونک کر شب کو بولی سکینہؑ آنے بابا کو جانے نہ دوں گی	۱۵۵	〃
۹۴	تیر سے جب حلق اصغرؑ کا لہو ہو جائے گا	۱۵۶	〃 〃 〃 〃
۹۵	بڑھتے چلو حسینؑ کا پرچم لیے ہوئے	۱۵۸	انجمن شیدایان عباسؑ
۹۶	صغرا کو جا کے دیگی پرسا غریب زینبؑ	۱۵۹	〃 〃 〃 〃
۹۷	سو جا میرے اصغر پیارے	۱۶۰	〃 〃 〃

ایک نیا سلسلہ۔ تاریخ کی مناسبت سے نوحہ جات

۹۸	میت پہ علیؑ کہتے تھے باگریہ و زاری	۱۶۳	وفات جناب سیدہؑ
۹۹	سر پیٹو مومنو کہ یہ ضربت کی رات ہے	۱۶۴	شہادت جناب امیر علیہ السلام
۱۰۰	سجدے میں حق کے مرتضیٰؑ داور ہوئے شہید	۱۶۵	〃 〃 〃
۱۰۱	رو کے دیتی تھی زینبؑ دہائی	۱۶۶	〃 〃
۱۰۲	کہتی تھی زینبؑ خستہ تن بھائی حسنؑ	۱۶۷	شہادت امام حسن علیہ السلام

۱۰۳	ناچار ہے مسلمؑ بے یار ہے مسلمؑ	۱۶۸	شہادت حضرت مسلم علیہ السلام
۱۰۴	حارث خدا کو مان یہ جور و جفا نہ کر	۱۶۹	شہادت فرزندانِ مسلم علیہ السلام
۱۰۵	فرماتے تھے رو رو کے شہ کرب و بلا ئی حرم گیا بھائی	۱۷۰	شہادت حضرت حرؑ
۱۰۶	کرتی تھی زینبؑ بیاں کس کی کمائی لٹی	۱۷۱	شہادت حضرت عون و محمد
۱۰۷	جھکا تسلیم کو ابن حسنؑ جب باندھ کر سہرا	۱۷۲	شہادت حضرت قاسمؑ
۱۰۸	رو کے کہتی تھی یہ لاشہ پہ سکینہ دکھیا میرے مظلوم چچا	۱۷۳	شہادت حضرت عباس علمبردار
۱۰۹	پر لاں چڑھالوں کوئی ارمان نکالوں	۱۷۴	شہادت حضرت علی اکبر علیہ السلام
۱۱۰	یا داں سمجھتے مہمان سمجھتے	۱۷۵	شہادت حضرت علی اصغر علیہ السلام
۱۱۱	پکاری بانوئے مضطر علی اکبرؑ علی اصغرؑ	۱۷۶	شہادت علی اکبر شہادت علی اصغر
۱۱۲	شہید ہو گئے اصغرؑ اجڑ گیا جھولا	۱۷۷	شہادت علی اصغرؑ
۱۱۳	نوحہ یہ عابدؑ کا تھا بال یہ کھولے پھپھی	۱۷۸	شہادت امام حسین علیہ السلام
۱۱۴	نوحہ در بیان حاضری	۱۷۹	شامِ غریباں
۱۱۵	نوحہ در بیان روز عاشورہ	۱۸۰	
۱۱۶	لٹ گیا زہراؑ کا گھر جائیں حرم اب کہاں	۱۸۲	شامِ غریباں
۱۱۷	ہیں دشت کربلا میں نبیؑ کے چمن کے پھول	۱۸۳	بیان سوئم امام عالیمقام
۱۱۸	اصغر کو رو دیئے گا علی اکبر کو رو دے گی	۱۸۴	" " "
۱۱۹	شام سے جب اہلبیت یا سر عریاں چلے	۱۸۵	در بیان چہلم امام عالیمقام
۱۲۰	کیسا یہ غل مچا ہے اہلِ فرات پہ	۱۸۸	درِ تامرانِ حسینؑ
۱۲۱	ہائے کسطرح کٹی شام غریباں زینب	۱۸۹	" " "

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

یا صاحب العصر والزمان ادرکنی فی سبیل اللہ

پیاری بہنوں سے گذارش!

یہ بیاض کراچی۔ لاہور (پاکستان) لکھنؤ، جونپور، الٰہ آباد اور فیض آباد (بھارت) کی مشہور زمانہ اور مایۂ ناز انجمنوں کے کلام پر مشتمل ہے۔ اس بیاض میں ان کلاموں اور سلاموں کو شامل کیا گیا ہے جو حصّہ اول، دوم اور سوم میں نہیں آسکے۔ بیاض چہارم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں بھارت کی بھی مشہور زمانہ انجمنوں کے کلاموں کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بہنوں کی انجمنوں کے کلام کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ بیاض بالکل نئے اور نایاب کلاموں کا عظیم مجموعہ ہے۔ امید کرتا ہوں کہ میری اس کوشش کو ہمیشہ کی طرح آپ ضرور پسند کریں گی۔

پیاری بہنوں تم ہمیشہ سلامت رہو۔ تمہارے سروں پر آل محمدؐ کا سایہ رہے۔ مانگ بھری رہے۔ تمام خوشیوں سے مالا مال رہو۔ یہاں ایک بات بتانا بھول گیا وہ یہ کہ میں نے ایک نئی کتاب دو حصّوں میں "بیاض تسکین زینب" کے نام سے ترتیب دی ہے۔ اس بیاض میں سوز رباعی سلام اور مرثیوں کو تاریخ وار مجالس کی صورت میں ترتیب دیا ہے بیس منٹ میں آپ سوز، رباعی، سلام اور مرثیوں کے ساتھ ایک کامیاب مجلس تاریخ کی مناسبت سے پڑھ سکتی ہیں۔ ہمیں یقین

ہے کہ آپ لوگ میری اس کوشش کو ضرور پسند کریں گی کیونکہ ہم نے تاریخ وار رباعی، سلام اور مرثیوں کا مجموعہ یعنی بیاض تسکین زینبؑ، آپ کے پے بہ پے تقاضوں کے نتیجہ میں ہی پیش کیا ہے۔

یہ نادر و نایاب کلام کا مجموعہ دو حصوں پر مشتمل ہے اور ہر حصّہ کلام کی افادیت کے پیش نظر آپ اپنی نظیر ہے۔

اُمید ہے کہ آپ اپنے بھائی کے لئے دعائے خیر کریں گی۔

آپ کا بھائی

محمد وصی خاں

نام کتاب ——— بیاض تسکین زہراؑ حصّہ چہارم
مرتبہ ——— محمد وصی خاں۔ صدر مرکزی تنظیم عزاء خسرو باغ
ناشر ——— رحمت اللہ بک ایجنسی
تعداد ——— ۱ ہزار
قیمت ——— RP 50-00

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

عرضِ مرتب

اجرِ رسالت!

ہر کام کی کوئی غرض و غایت ہوتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب بیاضِ تسکینِ زہراؑ حصہ چہارم نوحہ جات، اور سلاموں کا بے نظیر مجموعہ ہے۔ جس کو ملک کے نامور شعرائے کرام نے کراچی شہر کی مشہور ماتمی انجمنوں کے لئے لکھا ہے۔ اس کتاب میں ہندوستان کے شعرائے عظام کے بھی کلام شامل ہیں جو انھوں نے لکھنؤ، جونپور، الٰہ آباد اور فیض آباد کی ماتمی انجمنوں کے لئے تحریر کئے ہیں۔

میں ان گلہائے عقیدت کو خاتونِ جنت سیدہ، طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرہؑ سلام اللہ علیہا کی خدمت بابرکت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اور مادرِ شہیدِ کربلا سید الشہداء حضرت امام حسینؑ عالی مقام علیہ السلام کی خوشنودی بھی اسی میں ہے کہ ان کے لال، دلبند اور پیارے حسینؑ کے غم کو جس طرح بھی ہو سکے عام کیا جائے۔ گھر گھر، گلی گلی، کوچہ کوچہ اور دیار دیار نوحہ و ماتم اور

شور و شین کی صدائیں بلند ہوتی رہیں کیونکہ بعد شہادت سید الشہداء اسیران کربلا کو بالکل نوحہ و ماتم نہیں کرنے دیا گیا۔

سب کچھ لٹا کے دین کی ہستی بچائی ہے
اے قوم تو حسین کی گاڑھی کمائی ہے

قائم آل محمدؐ صاحب العصرؑ کا لاکھ لاکھ احسان اور شکر ہے کہ آپؑ جناب نے یہ کام میرے ذمہ دیا کہ میں غم حسینؑ میں بلند ہونے والی صداؤں کو یکجا کر کے اجر رسالتؐ کے طور پر پیش کروں تاکہ صداؤں کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔

آپ ہمیں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کام کو انجام دینے سے مجھے پیسوں کا لالچ نہیں بلکہ لالچ ہے تو صرف یہ کہ خوشنودی خداؐ و رسولؐ اور آئمہ اطہارؑ و جناب سیدہ طاہرہؑ مجھے حاصل ہو۔ اور لب کوثر ساقی کوثر کے روبرو سرخرو پہونچوں۔

سگِ کوچہ سیدہؑ

محمد وصی خاں

صدر مرکزی تنظیم عزا کراچی (رجسٹرڈ)

پیاری بہنوں کی خدمت میں ایک اپیل

دُنیا روزِ عاشورہ رسول اکرمؐ کو اُن کے نواسہ کا پُرسہ دیتی ہے تو آپ بھی یقیناً سیّدہ طاہرہ مظلومہ شہزادی کونین خاتونِ جنّت سلام اللہ علیہا کو اُن کے جگر کے ٹکڑے کا پُرسہ دینے کو ہی جمع ہوتی ہیں لیکن بی بی جس انداز سے آپ شرکت کرتی ہیں کیا اس سے "معصومۂ عالم" خوش ہوں گی ؟

اگر آپ ان کے اسوۂ حسنہ پہ چلتی ہیں اور یہ بات بخوبی سمجھتی ہیں کہ آپ ان ہی معصومہ کی دعاؤں کی برکت سے دنیا اور آخرت میں کٹھن منزلوں سے کامیابی کے ساتھ گذر سکیں گی تو آپ کا فرض ہے کہ جلوس عزاداری حسینؑ کی زیارت میں شرکت کے وقت چادر ضرور اوڑھے ہوں اور آپ کے جسم کے کسی بھی حصّہ کی نمائش ہرگز نہ ہونی چاہیئے۔ زیبائش میں انتہائی سادگی اور جسم آرائش سے پاک ہونا چاہیئے۔

اگرچہ آپ نے تمام زندگی میں نقاب ترک کر دی ہو لیکن ماتمی جلوس کی زیارت کے وقت ضروری ہے کہ آپ کے تمام جسم کا پردہ رہے۔ آپ اپنی چھوٹی بچیوں کو بھی تاکید کریں کہ وہ بھی جلوس کی زیارت کرتے وقت چادر ضرور اوڑھیں۔ اس سے احترام جلوس برقرار رہے گا اور آپ کی قوم کی عظمت میں چار چاند لگ جائیں گے۔ اور اس احتیاط سے ہمارا مذہبی فرض بھی پورا ہوگا۔ اور یقیناً سیّدہ عالمؑ اور امام زمانہؑ

اس عمل سے بہت خوش ہوں گے۔

اور اگر اس کے برعکس آپ نے زیارت ماتمی جلوس کے موقع پر احترام جلوس کو مدنظر رکھتے ہوئے چادر اوڑھ کر اپنے جسم کا پردہ نہیں کیا اور اپنی بے راہ روی اور بے پردگی ترک نہ کی تو آپ کی زیارت عقیدتاً نہ ہوگی بلکہ محض تماشہ بینی ہوگی اور پھر آپ کی یہ حرکت سیدۂ عالم کی زبردست خفگی کا باعث بن جائے گی۔

ہمیں یقین ہے کہ غم حسینؑ کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھنے والی پیاری بہنیں خوشنودیٔ سیدۂ عالم کی خاطر میری اپیل پر پوری طرح عمل پیرا ہو کر اپنے "فرضِ عقیدہ" سے سبکدوش ہوں گی۔

آپ کا بھائی

وصی

سوزوسلام مرثیوں کی کتاب

بیاض تسکین زینبؑ حصہ اول ودوم۔ قیمت ۵ روپیہ فی حصہ۔

تاریخ کی مناسبت سے سوز، رباعی اور مرثیوں سے ترتیب دی ہوئی نایاب مجالس کا مجموعہ

ہندوستان پاکستان کے مشہور زمانہ سوزخواں حضرات کے بستوں کا نچوڑ۔

بہنوں کی آسانی کے لئے

پہلی بار پیش کیا جا رہا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

بیاضِ تسکینِ زہراؑ

حصّہ چہارم

تعارف

از علمدار حسین اسلم
جنرل سیکریٹری انجمن ناصر العزاء

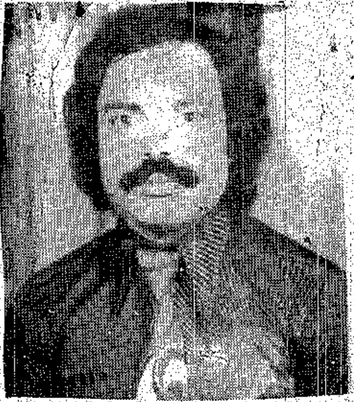

بیاض تسکین زہراؑ حصّہ اول تا سوم کی طرح اس پیش نظر حصّہ چہارم کو بھی جناب محمد وصی خان صاحب صدر مرکزی تنظیم ع۔ا رجسٹرڈ نے کراچی کی مختلف مایۂ ناز انجمنوں کے نوحہ جات سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ میں نے خود وصی خانصاحب کو دن رات کراچی شہر میں مارے مارے پھرتے دیکھا ہے، کبھی اس انجمن کے پاس تو کبھی دوسری انجمن کے پاس یہ سارا کام وہ اسی لئے کامیابی کے ساتھ کر لیتے ہیں کہ ان کے دل میں حسینی عزم و جذبہ پوری شدت کے ساتھ کارفرما ہے۔

پیاری بہنوں! اس بیاض میں سال رواں کے نئے کلاموں کو یکجا کیا گیا ہے جو عوام و خواص میں بے پناہ مقبول ہوئے ہیں اور ان کے کیسٹ بھی بازار میں عام ہیں۔

ان نوحوں اور سلاموں کے پڑھنے سے آپ کی مجالس میں بے پناہ رقت ہوگی سامعین جی کھول کر فاطمہؑ کے لال کا پرسہ دیں گے۔

اس بیاض کی اشاعت سے جناب محمد وصی خاں کو دوہی فائدے ہیں۔ اوّل یہ کہ اس طرح اجر رسالتؐ ادا ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ عزائے مظلوم کی ترویج ہوتی ہے۔

اُمید کرتا ہوں کہ پیاری بہنیں اس بیاض کو بھی وصی خانصاحب کی مرتبہ دوسری بیاضوں کی طرح ضرور پسند فرمائیں گی۔ اور اپنے اس قومی بھائی کو جس نے اپنا تن من دھن عزائے حسین کی ترویج کے لئے وقف کر دیا ہے دعائے خیر سے سرافراز فرمائیں گی۔

خادم

علمدار حسین اسلم
جنرل سکریٹری
انجمن ناصر العزا (رجسٹرڈ)
کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

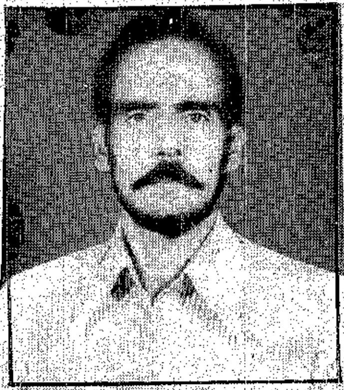

صاحبِ بیاض خوش رخ مرزا صاحب

انجمن ناصر العزا (رجسٹرڈ) کراچی

اختر عابدی

نوحہ

"خاک پر لاشیں پڑی ہیں کربلا خاموش ہے"

خاک پر لاشیں پڑی ہیں کربلا خاموش ہے
ایک سکتہ ہے بیاباں کی فضا خاموش ہے

ہیں شہیدوں کے کبھی لاشے، لاشۂ عباسؑ کے قریب
قافلہ سالار چپ ہے قافلہ خاموش ہے

خاک پر دستِ بریدہ ہیں علمبردار کے
بولتا تھا جو وہ قرآنِ وفا خاموش ہے

صبح کی اہلِ حرمؑ کو یاد آتی ہے اذاں
وقتِ مغرب ہے شبیہ مصطفےٰ خاموش ہے

وہ ہمکنا، مسکرانا اور لپٹنا باپ سے
اصغرِ معصوم کی ہر اک ادا خاموش ہے

کچھ دھواں باقی بھی ہے اور ڈھیر ہیں کچھ راکھ کے
شاہؑ کے خیمے جل چکے ساری فضا خاموش ہے

بیڑیاں پیروں میں عابدؑ کے ہیں اور گردن میں طوق
روتی ہے زنجیر لیکن نقشِ پا خاموش ہے

ہنس رہے ہیں اشقیا دربارِ خاص و عام میں
اور رسن بستہ ہے زینبؑ بے ردا خاموش ہے

کس قدر پُر شور باقر تھی سحر عاشور کی
آ گئی شامِ غریباں، کربلا خاموش ہے

نوحہ

"بیکس ستم رسیدہ و تشنہ دہاں بھی تھا"

بیکس ستم رسیدہ و تشنہ دہاں بھی تھا
اے کربلا حسین ترا میہمان بھی تھا
مظلومئ صغیر کو اے کربلا نہ پوچھ!
پیاسا تھا تین روز کا اور بے زباں بھی تھا
کیونکر حسین روتے نہ اکبر کی لاش پر
ہم صورت رسول بھی تھا نوجواں بھی تھا
لایا نہ تاب کوئی بھی خونِ صغیر کی
ہونے کو یہ زمین بھی تھی اور آسماں بھی تھا
گزرا دیار شام سے کیسا یہ کارواں
جو تھا امام وقت، وہی سارباں بھی تھا
رہنا گواہ اے غم شبیر حشر میں
کہتے ہیں جسکو ہوش ترا نوحہ خواں بھی تھا

نوحہ

"کعبہ میں یہ کیا تیری نظر ڈھونڈھ رہی ہے"

کعبہ میں یہ کیا تیری نظر ڈھونڈھ رہی ہے
کھولا تھا مشیت نے جو در ڈھونڈھ رہی ہے

جبرئیلؑ بتاؤ تو ذرا آیۂ تطہیر
آنے کے لئے کون سا گھر ڈھونڈھ رہی ہے

کیا ہو گیا دنیا کو کہ ایمان کی منزل !
چھوڑی تھی کہاں اور کدھر ڈھونڈھ رہی ہے،

لڑتے ہیں لعینوں سے دمِ عصر شہؑ دیں
یا تیغ علیؑ پھر کوئی پر ڈھونڈھ رہی ہے

آنسو مرے دیکھے جو فرشتوں نے تو بولے
خود رحمتِ حق ایسے گہر ڈھونڈھ رہی ہے

یہ ساری فضا آج بھی مشتاق اذاں ہے!
ہر سو علی اکبرؑ کو سحر ڈھونڈھ رہی ہے

قاصد نے کہا فاطمہ صغراؑ کے پتہ پر
تصویر پیمبرؐ کو نظر ڈھونڈھ رہی ہے

یثرب کے مسافر تو گئے ملکِ عدم کو!
راہوں میں انھیں گردِ سفر ڈھونڈھ رہی ہے

ان چاند سے چہروں کو جو گزرے تھے ادھر سے
کوفہ کی ہر اک راہ گزر ڈھونڈھ رہی ہے

اس شامِ غریباں کے اندھیرے میں ہر اک سو
اک کوکھ جلی قبر پسر ڈھونڈھ رہی ہے

زنداں میں بھی مادر کے تصور میں ہے بے شیر
پہلو میں ادھر اور ادھر، ڈھونڈھ رہی ہے

اک شاعرِ گمنام مجاہد کو سرِ بزم
کیوں اہلِ بصیرت کی نظر ڈھونڈھ رہی ہے

نوحہ

"انا من الحسینؑ سے یہ بات آشکار ہے"

(از شاعر انقلاب، سردار نقوی)

انا من الحسینؑ سے یہ بات آشکار ہے
حسینؑ کی پکار بھی رسولؐ کی پکار ہے
حسینؑ کے لئے جیو، حسینؑ کے لئے مرو
سنو حسینیو سنو، یہ وقت کی پکار ہے
"انا من الحسینؑ" سے یہ بات آشکار ہے

حسینؑ سے یزیدؔ کا مقابلہ نہ کیجئے!
یہ چھاؤں ہیں، وہ دھوپ ہے یہ نور ہیں وہ نار ہے
"انا من الحسینؑ" سے یہ بات آشکار ہے

یہ بھید پھر کھلا جگر یہ راز بعد کربلا
شہادت حسینؑ میں یزیدیت کی ہار ہے
"انا من الحسینؑ" سے یہ بات آشکار ہے

خدا نے بعد امتحاں حسینؑ سے یہ کہہ دیا
ہماری کائنات پہ تمہارا اختیار ہے
"انا من الحسینؑ" سے یہ بات آشکار ہے

شہادت حسینؑ کا یہ فیض ہے خدا قسم
اذان کا وجود ہے نماز برقرار ہے
"انا من الحسینؑ" سے یہ بات آشکار ہے

حسینؑ دینِ مصطفےٰ کے باغ کی بہار ہے
اسی کے خوں سے چمنِ نبیؐ کا لالہ زار ہے
شجاعت و سخاوتِ نبیؐ کا ورثہ دار ہے
مقابلہ میں ظلم کے علیؑ کی ذوالفقار ہے
نثار اُس پہ ہیں نبیؐ۔ نبیؐ پہ یہ نثار ہے
"انا من الحسین" سے یہ بات آشکار ہے

اُٹھی جو ظلم کی گھٹا۔ حسینؑ اُٹھ کھڑے ہوئے
بڑھا جو شرّ کا حوصلہ حسینؑ اُٹھ کھڑے ہوئے
بنامِ دینِ مصطفےٰ۔ حسینؑ اُٹھ کھڑے ہوئے
پکارتی تھی کربلا حسینؑ اُٹھ کھڑے ہوئے
صدائے کربلا نہیں، یہ دین کی پکار ہے
"انا من الحسین"، سے یہ بات آشکار ہے

یہی تھی دین کی صدا نبیؐ کے لال المدد
عجیب وقت آگیا، نبیؐ کے لال المدد
بپئے وقارِ مصطفےٰ نبیؐ کے لال المدد
بنامِ شاہِ لافتیٰ نبیؐ کے لال المدد
تمہاری ذات وارثِ کتاب و ذوالفقار ہے
"انا من الحسین" سے یہ بات آشکار ہے

خدا کی راہ میں تمام دوست کام آگئے ہیں
جواں پسر کی لاش خود حسینؑ رن سے لائے ہیں
خود اپنے شیرخوار کے لہو میں بھی نہائے ہیں
مگر جو حکمِ کبریا، امام سر جھکائے ہیں

نگاہِ صبر میں فقط رضائے کردگار ہے
"انا من الحسین" سے یہ بات آشکار ہے

عرب کی دھوپ اور وہ شدید پیاس کا الم
وہ ناصروں کی میتیں ہوئے جو کشتۂ ستم
ضعیف باپ کا وہ دل وہ نوجواں پسر کا غم
وہ خیمۂ ربابؑ کی طرف تھکے تھکے قدم
چھپی ہے جو تہ عبا وہ لاشِ شیر خوار ہے
"انا من الحسین" سے یہ بات آشکار ہے

نوحہ

"کربلا دین کی حقیقت ہے"

(از شاعر انقلاب سردار نقوی)

کربلا دین کی حقیقت ہے — علم ہے، صبر ہے، شجاعت ہے
غم تقاضائے فطرتِ آدمؑ! — اور اسلام دینِ فطرت ہے
قتلِ اکبرؑ شہادتِ اصغرؑ — ایک اذان ہے تو اک اقامت ہے
اب پڑھیں گے نمازِ عشقِ حسینؑ — جس کے سجدے کی حد شہادت ہے
کہہ رہی ہے یہ پیاس دریا سے — پیاس ذوق و وفا کی قیمت ہے
جو بناتے ہیں تیغ سے شبّیر — وہ کسی بے زبان کی تربت ہے
قلبِ اکبرؑ سے خود سناں کھینچی — ابنِ حیدرؑ یہ تیری ہمّت ہے

کہہ رہے ہیں جلے ہوئے خیمے — آج کی شام شامِ غربت ہے
غمزدہ عورتیں ہیں بچے ہیں — جن کے دل میں بکا کی حسرت ہے
ایک بچیؑ کی سرخیٔ رخسار — سرخیٔ قصۂ شقاوت ہے
کربلا صبر کا صحیفہ ہے — ہاں مگر درد سے عبارت ہے
بیڑیوں سے یہ آرہی ہے صدا — صبر پیمانۂ شجاعت ہے
دوستو! مجلسِ عزائے حسینؑ — دین کی مستقل اشاعت ہے

سن رہا ہے حسینؑ کی آواز
جس کی جتنی حدِ سماعت ہے

نوحہ

"دل پہ سوزِ غمِ سرورؑ کی فضا طاری ہے"

دل پہ سوزِ غمِ سرورؑ کی فضا طاری ہے
آہ ہر لب پہ ہر اک آنکھ میں چنگاری ہے
ماتمِ شاہ سے کیوں آپ کو بیزاری ہے
یہ تو مانے ہوئے ظالم کی طرفداری ہے
اشکِ سوزاں کی طہارت کو نہ پوچھے دنیا
حوضِ کوثر میں بجھائی ہوئی چنگاری ہے
گوشے گوشے میں ہیں دنیا کے عزادارِ حسینؑ
یہ بھی خونِ شہِ بیکس کی فداکاری ہے

دیکھ کر جنگ کو قاسمؑ کی یہ بولے عباسؑ
ماشاء اللہ بڑی ہاتھ میں تیاری ہے

ساری دُنیا نظر آتی ہے صف ماتم پر
کتنی شبیر ترے غم میں ملنساری ہے

آمدِ شام غریباں ہے خدا خیر کرے
ایک بیمار پہ یہ شام بہت بھاری ہے

نوحہ

"تاج شاہی ہلا دیا زینبؑ"

خواہرِ شاہ کربلا زینبؑ — دوسری تو ہے فاطمہ زینبؑ
کھٹے جکے جب حسین کشتیٔ دیں — تو بنی دیں کی ناخدا زینبؑ
اب کہاں چھپ سکے گا قتلِ حسینؑ — تو نے پردہ اُلٹ دیا زینبؑ
بھائی عباسؑ تیرا جان وفا — تو وفاؤں کی انتہا زینبؑ
تیرے کنبہ پہ پڑتی جلکی نظر — دیکھ لی شانِ مرتضیٰ زینبؑ
تو نہ رہتی جو شہ کے دوش بدوش — فتح ہوتی نہ کربلا زینبؑ
تو نے چہرہ چھپا کے بالوں سے — حق کا پردہ ہٹا دیا زینبؑ
بھائی عباسؑ سا جو بچ جاتا — کون چھوتا تیری ردا زینبؑ
تو نے رسّی میں جکڑے ہاتھوں سے
تاج شاہی ہلا دیا زینبؑ

نوحہ

"صدا یہ آتی تھی زہراؑ کی رنئیں ہائے حسینؑ" ؎

صدا یہ آتی تھی زہراؑ کی رنئیں ہائے حسینؑ
پڑا ہے خاک پہ مقتل میں سر کٹائے حسینؑ

فرس سے گر کے کیا سجدۂ خدائے کریم
چلا گلے پہ جو خنجر تو مسکرائے حسینؑ

گھرے تھے نرغۂ اعدا میں اس طرح شبیرؑ
تلاش کرتی تھیں زینبؑ نظر نہ آئے حسینؑ

جواب بانوؑ کو کیا دیں گے کیا ہوئے اصغرؑ
کھڑے تھے خیمے کے ڈیوڑھی پہ سر جھکائے حسینؑ

منہ اپنا پھیر کے سب روئے ظلم کے بانی!
جب اپنے ہاتھوں پہ اصغرؑ کو لے کے آئے حسینؑ

پڑا ہے خاک پہ زہراؑ کے قلب کا ٹکڑا
جگر پہ اپنے بہتر کے زخم کھائے حسینؑ

تجھے لعینوں نے پیاسا شہید کر ڈالا!
دیا نہ قطرہ بھی پانی کا ہائے ہائے حسینؑ

اٹھائی میت اکبرؑ اسی ضعیفی میں
ذرا قدم بھی تمہارے نہ ڈگمگائے حسینؑ

سلام

از سید شبیہ احمد انیس بہرسری نبیرہ جناب سید شبر حسین جعفری نسیم مرحوم
(شاگرد و جانشین حضرت داغ دہلوی مرحوم)

آقا دے دیں جو اجازت کوئی دشوار نہیں
ایک حملہ کی بھی یہ فوجِ ستمگار نہیں

ہم کو ورثے میں ہوا ہے یہ الوجلہ سے عطا
سب ہی کرار ہیں یاں ایک بھی فرار نہیں

شام و کوفہ نہ اُلٹ دوں تو مجھے کہہ دینا
یہ تو عباسؑ بن حیدرِ کرار نہیں

کس میں ہمت ہے ہمیں روک لے آتے ہیں ابھی
لشکرِ شام میں کچھ جرأتِ پیکار نہیں

یہ بن زیاد، عمر، حرملہ، شمر اور اُنس
زر کے طالب ہیں یہ سب صاحبِ کردار نہیں

مل گئی رن کی اجازت جو نہ مانے والو!
یا تو پھر میں نہیں یا فوجِ ستمگار نہیں

پہلے بھی دیکھا ہے اب دیکھیں گے جنگ ہونے دو
ان کے اجداد میں ہم سا کوئی جرّار نہیں

بڑھ کے عباسؑ سے کہتی ہے شجاعت ٹھہرو!
لڑنے شبیرؑ تمہیں بھیجیں یہ آثار نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

صاحب بیاض رضی رضوی

ابھی نذر شام غریباں

شاعر انجمن
سید انیس سہرسری
نبیرہ جناب سید شبیر حسین جعفری نسیم
شاگرد جانشین حضرت داغ دہلوی مرحوم

باقی نہیں اب کوئی، علاوہ گھرے ہوئے ہیں
بابا کو چلے چھوڑ کے اب کس کے سہارے

عباسؑ کے غم ہی سے کہاں ہوش بجا ہیں
مر جائیں گے سرورؑ جو ابھی تم بھی سدھارے

گو مل گئی اکبرؑ کو رضا جنگ کی لیکن
روکو انھیں زینبؑ کے مسلسل ہیں اشارے

ارمان تھے کیا دل میں تمنائیں تھیں کیا کیا
اب اُن کی جگہ قلب سے اُٹھتے ہیں شرارے

بکھرے ہیں لپٹنے سے جو ہر بار جبیں پر!
اُلجھے ہوئے گیسو ترے ماں پھر سے سنوارے

لاؤں گی دُلہن بیاہ کے گھر ہوئیگا آباد!
اس آس پہ اٹھارہ برس میں نے گزارے

ہر صاحبِ اولاد کو ہوتی ہے یہ حسرت!
پہونچائے مرا لال مجھے گور کنارے

دیکھو تو ذرا باپ کی حالت کو میں صدقے
کس درد سے کرتے ہیں ترے رُخ کے نظارے

اکبر نہ کرو جانے کی ضد اتنا تو سوچو!
ہے کون انیسِ شہِ دیں مر گئے سارے

ایک عباسؑ ہی اس طرح گئے ہیں لڑنے
دوش پر مشک و علم ہاتھ میں تلوار نہیں
وقت وہ آگیا اُف فاطمہؑ کے جانی پر!
فوج کا ذکر ہی کیا پاس علمدار نہیں
تن تنہا ہیں ستمگاروں کے نرغہ میں حسینؑ
پاس کوئی بھی انیسؔ اور مددگار نہیں

نوحہ در حال حضرت علی اکبرؑ

ٹھہرو نہ ابھی جاؤ، نہ جاؤ مرے پیارے

(از سید شبیہ احمد انیسؔ بہرسری)

ٹھہرو نہ ابھی جاؤ، نہ جاؤ مرے پیارے
کچھ دیر تو رک جاؤ یہ ماں صدقہ اُتارے
یہ ارض ہے کس طرح کی کیا اسمیں اثر ہے
ڈوبے ہیں یہاں فرش پہ افلاک کے تارے
بنتا ہے یہ وقت مصیبت میں سہارا
کیا کام نہیں آؤ گے غربت میں ہمارے

نوحہ در حال شہادت حضرت سکینہ بنت الحسینؑ

"زنداں کے اندھیرے میں کچھ حرکت میں ہیں دیکھے سائے"

(از سید شبیہ احمد انیس بہسری)

زنداں کے اندھیرے میں کچھ حرکت میں ہیں دیکھے سائے
آثار بتاتے ہیں یہ وہ سب ہیں بہت گھبرائے

کچھ اس طرح سے آتی ہیں زنجیروں کی آوازیں
جیسے کوئی جکڑا قیدی بیتابی سے اُٹھ جائے

اک دائرہ سا بنتا ہے جُھکتا ہے زمیں کی جانب
جس طرح کوئی کچھ ڈھونڈے یا دوسرے کو دکھلائے

کیا ماجرا ہے یہ یارب کچھ روشنی تو پیدا کر
کیا گزری اسیروں پہ ہے وہ صاف نظر تو آئے

وہ قید ستم سے اُٹھا طوفانِ بکا و ماتم!
زنداں کی تاریکی نے اشکوں کے دیئے جلائے

جب شمع جلی اشکوں کی تو صاف نظر یہ آیا
ہے خاک پہ بیٹھی بانوؑ اک بچّی کو لپٹائے

حلقہ ہیں کئے سب رانڈیں اور کہتی ہیں یہ نالے
کوکھ اُجڑی ہوئی مادر سے میّت تو کوئی چھڑائے

مرجائے نہ وہ اس غم سے بالی کو ہوا ہے سکتہ!
ایک ایک کا منہ تکتی ہے کوئی تو اُسے رُلوائے
زنداں کی در و دیوار یں ہلتی ہیں مسلسل غم سے
جب کہتی ہے زینب ہائے ہائے سکینہ ہائے
نادار پھوپی اے بیٹا بتلاؤ تو اس غربت میں
نہلانے کو تیری میت پانی وہ کہاں سے لائے
اب کس سے کفن منگوائے سب قتل ہوئے کربل میں!
چادر بھی نہیں ہے سر پہ کس طرح تجھے کفنائے
بیمار برادر تیرا زنجیروں میں ہے جکڑا
کیسے وہ لحد کو کھودے کیسے وہ تجھے دفنائے
کیا قہر ہے مرنے پر بھی ہیں جور و جفائیں تجھ پر!
کہتا ہے یزید ظالم میت بھی نہ باہر جائے
کہتے ہیں حجاب آتا ہے سب آپ کو علم ہے مولا!
کس کس کو اندیش مضطر کیا حال ہے کیا بتلائے

سوز سلام مرثیوں کی کتاب :۔ بیاضِ تسکین زینبؑ حصہ اول و دوم قیمت ۱۵ روپیہ فی حصہ۔ تاریخ کی مناسبت سے سوز۔ رباعی اور مرثیوں سے ترتیب دی ہوئی نایاب مجالس کا مجموعہ۔ ہندوستان پاکستان کے مشہور زمانہ سوز خواں حضرات کے بستوں کا نچوڑ۔ بہنوں کی آسانی کے لئے
پہلی بار پیش کیا جا رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

انجمن محافظ الایمان کراچی

صاحب بیاض شاعر اہلبیتؑ
حضرت عزت لکھنوی

نقش الامیزان

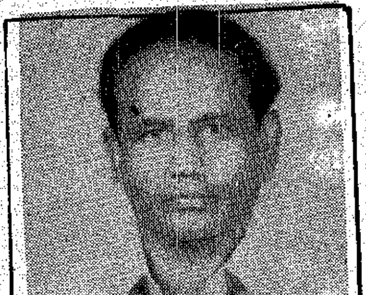

جناب قیصر مرزا صاحب
سینئر نائب صدر

نوحہ

جہاں خلوص نہ ہو بندگی نہیں ہوتی

(از عزت لکھنوی مرحوم)

دل و دماغ میں گر روشنی نہیں ہوتی
نبیؐ کی آل سے وابستگی نہیں ہوتی
حرم میں رہ کے بھی منزل رسی نہیں ہوتی
جہاں خلوص نہ ہو بندگی نہیں ہوتی

جبین و دل میں اگر ہم رخی نہیں ہوتی
تو سجدے کرتے رہو بندگی نہیں ہوتی
نبیؐ تلاش رہی ہے تو سوئے کعبہ چلو!
خدا کے گھر کسی شئے کی کمی نہیں ہوتی

بہت گراں سہی پھر بھی عبادت ثقلین
جواب ضربت دست علیؑ نہیں ہوتی
یہ واقعہ ہے کہ تھیں سیدہؑ رسول سرشت
یہ قاعدہ ہے کہ عورت نبیؐ نہیں ہوتی

جبیں میں جذب نہ ہو خاک کربلا جب تک!
مذاق سجدہ کی تسکین ہی نہیں ہوتی
حسینؑ بیعت فاسق کریں ارے توبہ!
رفاقت حق و باطل کبھی نہیں ہوتی

وفا کا نقطۂ آخر علیؑ تھے یا عباسؑ!
ادب یہ ہے کہ مثال علیؑ نہیں ہوتی

نکل کے آتو گیا فوج اہلِ شام سے حُرؑ
نگاہ جانب سبطِ نبیؐ نہیں ہوتی

حبیبؑ موت سے ٹکرا گئے برائے حسینؑ
یہ دوستی تھی تو اب دوستی نہیں ہوتی

گلے کی زد سے بھی پسپا ہوئی ہے فوجِ عدو!
فقط جہاد میں تلوار ہی نہیں ہوتی

حجاب نام ہے شرم و حیا کی بندش کا!
برہنہ چہرے سے بے پردگی نہیں ہوتی

برائے نام ہی زینبؑ ہیں زندہ بعدِ حسینؑ
نفس کی آمد و شد زندگی نہیں ہوتی

دیارِ غیر یہ کیا ہوں گے سرنگوں عبرت
نبیؐ کے دین میں سوداگری نہیں ہوتی

"یہ کس نے کہا ماتمِ شبیرؑ نہ ہوگا"

(از عبرت لکھنوی)

یہ کس نے کہا ماتمِ شبیرؑ نہ ہوگا
ہے خواب جو شرمندہ تعبیر نہ ہوگا

جو بغض ہے سینہ سے اُسے تم لاکھ چھپاؤ!
کیا نامۂ اعمال میں تحریر نہ ہوگا!

جو بیعتِ باطل کیلئے سر کو جھکا دے!
وہ لاکھ پیروِ شبیرؑ نہ ہوگا!

دُنیا میں اگر بچ بھی گئے دشمنِ شبیرؑ
کیا قہرِ الٰہی بھی عناں گیر نہ ہوگا

وہ خود نہ رہے نعرۂ تکبیر ہے باقی!
جو کہتے تھے اب نعرۂ تکبیر نہ ہوگا

جس جس نے دُکھایا ہے دلِ فاطمہ زہراؑ
کیا حشر میں وہ لائقِ تعزیر نہ ہوگا

جاتے ہیں تو شبیرؑ کے ہمراہ ہیں اصغرؑ
لوٹیں گے تو آغوش میں بے شیر نہ ہوگا

جس طرح پھرائے گئے در در حرمِ شاہ
رُسوا کوئی یوں صاحبِ توقیر نہ ہوگا

بیمار کو غش آگیا زندانِ بلا میں!
کچھ دیر کو اب نوحۂ زنجیر نہ ہوگا

عزّت تو ہے اک رکنِ عزائے شہِ والا
یہ فخر کبھی باعثِ تحقیر نہ ہوگا

قیامت تک نہ سُنتا پھر تو آوازِ اذاں کوئی

(از عزّت لکھنوی)

مرا ذمہ ہے اے عزّت نہ ہو گر خوں فشاں کوئی
ذرا سن کر تو دیکھے کربلا کی داستاں کوئی!

تصوّر میں مرقعے کربلا کے پھرنے لگتے ہیں!
سناتا ہے کبھی جب اپنے غم کی داستاں کوئی!

اگر سجدوں کی خاطر سر نہ دیتے کربلا والے
قیامت تک نہ سنتا پھر تو آوازِ اذاں کوئی

فقط کرب و بلا کے تذکروں سے جی بہلتا ہے
ہمیں بھاتی نہیں اس کے علاوہ داستاں کوئی

رموزِ حکمِ حق کو اہلِ حق ہی جان سکتے ہیں
بغیر آل کیا سمجھے گا قرآں کی زباں کوئی!

اِدھر خیمہ میں زینبؑ کا کلیجہ منہ کو آتا ہے
اُدھر میدان میں دم توڑتا ہے نوجواں کوئی!

سپر سے اپنے چہرے ڈھانپ کر دشمن بھی روتے ہیں
پھراتا ہے زباں سوکھے لبوں پر بے زباں کوئی!

حسینی عزم و ہمت زیرِ خنجر بھی سوالی ہے
کہ اے معبودِ برحق اور بھی ہے امتحاں کوئی!

جو پہنچیں کربلا عزت تو سجدوں کا مزا آئے
درِ شبیرؑ سے بڑھ کر نہیں ہے آستاں کوئی!

احمدؐ کا نواسا ہے جگر بندِ علیؑ ہے

(از عزت لکھنوی)

جو صفحۂ اسلام پہ اک نقشِ جلی ہے
اے مردِ مسلماں وہ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے
جو محسنِ دینِ احمدِ لم یزلی ہے
احمدؐ کا نواسا ہے جگر بندِ علیؑ ہے

تقدیرِ اُمم جس کے ارادوں میں ڈھلی ہے
وہ ذاتِ گرامی حسینؑ ابن علیؑ ہے

ہر غم کا مداوا ہے تو ہر درد کا درماں!
واللہ زبانوں پہ اگر نادِ علیؑ ہے

عزّت یہ قدرت نے سرِ عرش جو لکھا
وہ نام علیؑ نام علیؑ نام علیؑ ہے

کیا ذاتِ حسینی ہے کہ جھک جاتی ہے ہر آنکھ
سمجھو تو محمدؐ ہے نہ سمجھو تو علیؑ ہے

دشمن بھی یہ بول اُٹھے جو اکبرؑ پہ نظر کی!
تصویر بنی نور کے سانچے میں ڈھلی ہے

فضّہؑ کی ہے تقریر کہ قرآن کی آیات!
لونڈی ہے مگر خانۂ زہرا کی پلی ہے

دامن میں چھپائے ہوئے رنہؑ لائے ہیں جس کو
گلزارِ حسینی کی وہ نازک سی کلی ہے

بچھڑے سے لگی بیٹھی ہے نیزہ اٹھائے جو سر کو
بے والی و وارث کوئی ماں کو کھ جلی ہے

اے شمر سکینہؑ کو طمانچے نہ لگانا
نازوں کی پلی ہے ارے نازوں کی پالی ہے

عزّت غمِ شبیرؑ میں اشکوں کی روانی!
کوثر سے ملے گی جو یہ آنکھوں سے چلی ہے

"پھر کوئی معرکۂ کرب و بلا ہو تو سہی"

(عزت لکھنوی)

لب خنجر پہ رواں صلِّ علیٰ ہو تو سہی
یوں اگر سجدہ معبود ادا ہو تو سہی
خود بخود آئینہ دل پہ جلا ہو تو سہی
اک ذرا دل سے علیؑ کو کبھی چاہو تو سہی

ذکرِ عباسؑ نہ چھڑ جائے تو میرا ذمّہ
کسی محفل میں کبھی ذکرِ وفا ہو تو سہی
گر حسینی ہو تو اپناؤ حسینی کردار
منہ سے کہنا تو ہے آسان نبھا ہو تو سہی

ہاں ابھی نصرتِ اسلام کو آتے ہیں حسینؑ
پھر کوئی معرکۂ کرب و بلا ہو تو سہی
چل کے دیکھے تو رہِ حق میں کوئی مثلِ حسینؑ
موت خود ضامنِ توفیقِ بقا ہو تو سہی!

کر لیں فرقتِ اکبرؑ کو گوارا شبیرؑ!
کوئی تصویرِ رسولؐ دوسرا ہو تو سہی
کیسے اس ظلم کو دنیا نظر انداز کرے
کوئی اے حرملہ بچے کی خطا ہو تو سہی

کچھ تو بچ جائے کہ چہرے کو چھپا لے زینبؑ!
وہ شکستہ ہو مگر سر پہ ردا ہو تو سہی
اہلِ دنیا کیا ہیں فرشتے اُتر آئیں عزا ت!
حدِ امکاں میں کہیں بزمِ عزا ہو تو سہی!

زینبؑ کی صدا تھی کہ نہ تڑپاؤ سکینہؑ

زینبؑ کی صدا تھی کہ نہ تڑپاؤ سکینہؑ
للہ جہاں بھی ہو چلی آؤ سکینہؑ

میں صبح سے تا عصر تڑپتی رہی ہوں
آجاؤ خدا کے لیے آجاؤ سکینہؑ

یا مجھ کو صدا دو کہ میں لینے تمہیں پہنچوں
یا خود میری آواز پہ آجاؤ سکینہؑ

قاسمؑ ہیں نہ اکبرؑ ہیں عباسؑ دلاور
اب کون تمہیں ڈھونڈے یہ بتلاؤ سکینہؑ

رات آگئی بھوکی بھی ہو پیاسی بھی میری جاں
ایسا نہ ہو تھک کر کہیں سو جاؤ سکینہؑ

بھیا نے تمہیں میری حفاظت میں دیا تھا
بھابی سے تو شرمندہ نہ کرواؤ سکینہؑ

بی بی تمہیں رستے بھی تو معلوم نہیں ہیں
ڈرتی ہوں کہ صحرا میں نہ کھو جاؤ سکینہؑ

میداں میں تو بے سر کے ہیں لاشے میری بچی
شب میں نہ انہیں دیکھ کے ڈر جاؤ سکینہؑ

پہرہ مجھے دینا ہے جلے خیموں کا شب بھر
اب دیر بہت ہوتی ہے مل جاؤ سکینہؑ

میں دل جلی بیواؤں کو دیتی ہوں تسلی
تم روتے ہوئے بچوں کو بہلاؤ سکینہؑ

بی بی تمہیں اب باپ کا سینہ نہ ملے گا
آکر میری آغوش میں سو جاؤ سکینہؑ

مشہد کی زیارت سے مشرف ہوا عزّت
اب روضۂ عباسؑ پہ بلواؤ سکینہؑ

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ

گونج رہی ہے یہ صدا یاحسینؑ — تجھ کو لعینوں نے ستایا حسینؑ
تین شب و روز کا پیاسا حسینؑ — دشتِ بلا میں تجھے مارا حسینؑ

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ

بھیج کے خط تجھ کو بلایا گیا — تیرا وطن تجھ سے چھڑایا گیا
قبر سے نانا کی ہٹایا گیا — صبر و تسلیم و رضا یاحسینؑ

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ

بیعتِ فاسق کے طلب گار تھے — ظلم و ستم کے لئے تیار تھے
کتنے تیرے سر کے خریدار تھے — تو نے مگر سر نہ جھکایا حسینؑ

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ

کرب و بلا گھیر کے لائے تجھے — تیرے عزیز و رفقاء ساتھ تھے
نہر سے خیمے بھی ہٹائے گئے — عذر ذرا بھی نہ ہو یاحسینؑ

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ

دشت میں تھوڑی سی جگہ مل گئی — آمدِ اعدا سے زمیں ہل گئی
اور نظر جب سوئے ساحل گئی — اس پہ لعینوں کا تھا پہرہ حسینؑ

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ

کیا شبِ عاشور کا ہنگام تھا — سارا جہاں لرزہ براندام تھا
تجھ کو عبادت سے فقط کام تھا — کرتا رہا ذکرِ خدا کا حسینؑ

یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

صبحِ دہم کا ہو بھلا کیا بیاں　　دینے لگا جب تیرا اکبرؑ اذاں
جیسے تھی آوازِ نبیؐ بے گماں　　کرب و بلا تھی کہ مدینہ حسینؑ

یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

فوجِ حسینی میں بڑا جوش تھا　　تو نے پیاسوں کو صف آرا کیا
ثانیٔ حیدرؑ کو علم دے دیا　　سب نے آنکھیں فخر سے دیکھا حسینؑ

یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

آئے محبِ شہِ عالی مقام　　جن کا حبیب ابنِ مظاہر ہے نام
زینبِ دل گیر نے بھیجا سلام　　تو نے گلے ان کو لگایا حسین

یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

سوئے امام ایک نمازی بڑھا　　دل سے بصد شانِ نیازی بڑھا
فوجِ عدو سے ایک غازی بڑھا　　آکے قدم بوس ہوا یا حسینؑ

یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

ثانیٔ زہراؑ کا بُرا حال تھا　　جبکہ تدارک نہ کوئی بن پڑا
عون و محمد کو فدا کر دیا　　اس پہ نہ بھی تو بچ سکا یا حسینؑ

یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

مادرِ قاسم کا جگر دیکھئے　　جذبۂ ایماں کا اثر دیکھئے
بھیج دیا رن میں پسر دیکھئے　　جو ہوا پامالِ جفا یا حسینؑ

یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

نہر پہ جرار کے بازو کٹے   حضرتِ عباسؑ بھی مرنے چلے
ہو گئی چپ روکے سکینہ حسینؑ   تھام کے آپ اپنی کمر رہ گئے
یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

اب شہِ بیکس تھے بہت دل ملول   ہو گئے رخصت جو شبیہہ رسولؐ
میں تیری ہمت پہ فدا یا حسینؑ   آئی کہیں سے یہ صدائے بتولؑ
یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

کھینچے ہوئے تیر بڑھا حرملہ   نصرتِ بے شیر پہ جائیں فدا
سوئے فلک آپ نے دیکھا حسینؑ   قطع کلام شہِ والا ہوا
یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

پھر تو اکیلے تھے امام انام   ڈھل گیا دن اور قریب آئی شام
دینِ نبیؐ خوب بچایا حسینؑ   دے دیا سر ختم کیا اپنا کام
یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

سر پہ غم و رنج و مصائب کا بار   آپ کا عزت ہے بہت دلِ فگار
آپ کا مل جائے سہارا حسینؑ   مستحق لطف و کرم حالِ زار
یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

صاحب بیاض

حسن رضا خان

انجمن نوجوانان حیدری

نو تزاد جہران نز ٹیٹ آباد کراچی

محفل حیدری ناظم

سنبھل کے دیکھے ہمیں زمانہ

گزر گیا وہ دور تازیانہ

جنرل سکریٹری :-

حیدر رضا خان

مر گئے اکبر کہانی رہ گئی۔

مر گئے اکبرؑ کہانی رہ گئی — لاش پہ روتی جوانی رہ گئی
بعد عباسؑ علیؑ کے شرم سے — نہر ہو کے پانی پانی رہ گئی
جب گئے دریا پہ عباسؑ جری — آکے قدموں تک روانی رہ گئی
توڑ کے دم ہو گئے اکبر شہید — پیاس سے تکتی جوانی رہ گئی
تیر کھایا مسکرا کے مر گئے — داستان بے زبانی رہ گئی
مر گیا بے شیر بھی جب تشنہ لب — آبرو کیا تیری پانی رہ گئی
قید خانے میں سکینہؑ مر گئیں — ظلم بے جا کی نشانی رہ گئی
حضرت عابد جہاں سے اٹھ گئے — یاد ان کی ناتوانی رہ گئی

سب ہی عزت بھول بیٹھے دین کو
بس فقط اک نوحہ خوانی رہ گئی

نوحہ

ہے شہید کربلا کی یاد اٹھتے بیٹھتے۔

ہے شہید کربلا کی یاد اٹھتے بیٹھتے
اس لئے کرتا ہے دل فریاد اٹھتے بیٹھتے
"میں حسینؑ ابن علیؑ سے مجھ سے ہے میرا حسینؑ"
کہہ گئے ہیں مصطفےٰ ارشاد اٹھتے بیٹھتے

باپ کے انداز پر منہاجِ تسلیم و رضا
کرتے ہیں طے سید سجاد اٹھتے بیٹھتے
ہم حسینی ہیں ہمیں کیا پوچھتا ہے بے خبر
بزمِ غم ہم کرتے ہیں آباد اٹھتے بیٹھتے
رو کے کہتی تھی تصور میں یہ اصغر سے رباب
دل میں ہے بیٹا تمہاری یاد اٹھتے بیٹھتے
لاشِ اکبر کے سرہانے بیٹھ کر بولے حسینؑ
آ گیا ہیں اے مرے ناشاد اٹھتے بیٹھتے
ہے اسیری، یا نمازِ عشق، ہو گی ہے ادا
چل رہے ہیں سید سجاد اٹھتے بیٹھتے
جوہر ناقابل اس قابل کہاں ہے اے حسینؑ
آپ کرتے ہیں جو کچھ امداد اٹھتے بیٹھتے

نوحہ

ننگے سر ہر صبح کو نکلے نہ کیونکر آفتاب

ننگے سر ہر صبح کو نکلے نہ کیونکر آفتاب
ماتمی ہے شاہ کے غم میں برابر آفتاب
ہجرتِ احمدؐ کا پردہ رکھ لیا کس حسن سے
رات بھر سوتا رہا چادر کے اندر آفتاب

مجتمع ہیں منبرِ خم پر محمدؐ اور علیؑ
دیکھئے شمسِ رسالت کے برابر آفتاب
یا امیرالمومنین کہہ کر علیؑ سے کی تھی بات
اس سے روشن ہے کہ ہے مومن مقرر آفتاب
سامنے ان کے جو آ جائے تو گھٹ جائے ضیا
کیا دکھاتا ہے عزاداروں کو تیور آفتاب
ان کے دل میں داغِ غم، سینے پہ ماتم کا نشاں
ایک اندر آفتاب اور ایک باہر آفتاب
یادگارِ دہر ہے ماہِ بنی ہاشم کی جنگ
شام کا لشکر مقابل اور رُخ پر آفتاب
سطح پر اس کی جو ذرے گرتے رہتے ہیں مدام
ماتمِ شبیرؑ میں ہے خاک بر سر آفتاب
اہلبیتِؑ شہ پہ دن رہتے نہ کیوں چھا جائے رات
اک افق پہ ڈوب جائیں جب بہتر آفتاب
بیٹیاں زہراؑ کی ننگے سر ہوں یہ روشن رہے
منہ دکھائے گا انھیں کیا روزِ محشر آفتاب
ہائے زنداں میں اسیروں نے اٹھائے کیا ستم
رات بھر شبنم کی ایذا اور دن بھر آفتاب
حشر میں جوھرؔ دکھاؤں گا غمِ سرور کا داغ
جب سوا نیزے پر آئے گا اتر کر آفتاب

نوحہ

حسین ابن علی کا غم دلِ مضطر میں رہتا ہے

حسین ابن علی کا غم دلِ مضطر میں رہتا ہے
بہر عنواں جیسے گھر کا مالک گھر میں رہتا ہے

غمِ شبیرؑ اور حبِّ علیؑ ہے زندگی اپنی
یہ جذبہ دل میں رہتا ہے یہ سودا سر میں رہتا ہے

سُنے گا پوچھنے والے طہارت دیدۂ تر کی
یہ آنسو سیدہؑ کے گوشۂ چادر میں رہتا ہے

کسی صورت علیؑ کے در پہ رہنے کی جگہ ملتی
یہ خورشیدِ ضیا گستر اسی چکر میں رہتا ہے

نکلتا ہی نہیں بغضِ علیؑ دشمن کے سینے سے
یہ مرحب دوسرا ہے جو اسی خیبر میں رہتا ہے

فراری سے نہ پوچھو یہ کہ آخر بھاگتا کیوں ہے
یہ پوچھو بھاگتا ہے تو کیوں لشکر میں رہتا ہے

کیا کرتے ہیں جو حبِّ علیؑ میں قیل و قال اکثر
انھیں پر حال طاری عشقِ پیغمبرؐ میں رہتا ہے

ہمیں بننا ہے مومن ظاہری احکام کافی ہیں
وہ جانیں رازِ دیں، فرقاں جن کے گھر میں رہتا ہے

بھولے گی نہ دنیا تو عباس وفا تیری!
نالاں ترے ماتم میں ہر فرد دل بستہ ہوگا
دریا پہ علم شہ کا جب خون سے تر ہوگا

نوحہ نمبر ۲

بندھے رہیں گے رسن میں بارہ گلے اے پروردگار کب تک

بندھے رہیں گے رسن میں بارہ گلے اے پروردگار کب تک
رہیں گے اہل حرم اسیر جفا جو رہ شرار کب تک
جوان بیٹا کسی کا گم ہے کسی کا شش ماہہ کھو گیا ہے!
کہاں یہ ڈھونڈے کسے پکارے رہے گا یہ انتظار کب تک
پکارتی ہے تمہاری بچی بچھڑا ہے کرتا ہیں کان زخمی!
چلے بھی آؤ اے میرے بابا کروں میں اب انتظار کب تک
پھوپی سے ناراض ہو گئی ہو یا نیند آئی ہے سو گئی ہو!
سکینہؑ اٹھو گلے لگا لوں، یہ نیند کا اب خمار کب تک!
یہ آج کیا ماجرہ ہوا ہے کہ ہر دیدہ پرنم رو رہا ہے!
بنیں گے زنداں میں میرے مولا یہ ننھے ننھے مزار کب تک
یہ شام عاشور کی قیامت کہ جا بجا یوں پڑے ہیں لاشے
لپٹ کے بابا سے روتے روتے یہ سوئے گی بے قرار کب تک
اسیر ہو کر چلا ہے کوئی جگر ہے شق چاک ہے گریباں
پکڑ کے چلتے رہیں گے عابد یہ قافلے کی مہار کب تک!

پڑے ہیں مقتل میں لاشے بے سر ہیں آلِ اطہار آج بے گھر!
ستم کی یہ انتہا ہے کوثرؔ ستم یہ پروردگار کب تک

(کوثرؔ سلطان پوری)

نوحہ

از قمرؔ میرٹھی

نعرۂ حیدری یا علیؑ یا علیؑ

غم سے شبیرؑ کے چشم بینا ہو نم
اس طرح سے اٹھیں راہِ حق میں قدم
سر پہ سایہ فگن ہو حسینیؑ علم

سر اُبھاریں جو فتنے دباتے چلو!
نعرۂ حیدری یا علیؑ یا علیؑ

ہر نفس کیوں نہ ہو میرے وردِ زباں
نام حیدر ہے جب امتیازی نشاں
اور کیا چاہیئے بہرِ تسکینِ جاں

جادواں زندگی کو بناتے چلو
نعرۂ حیدری یا علی یا علی

کربلا کیا ہے اک جادۂ بندگی
خسروی کے مقابل حسینی خودی
موت کے شہر میں اک حسیں زندگی

ہر قدم ایک جنت بناتے چلو
نعرۂ حیدری یا علی یا علی

ہاتھ میں تیغ ہو دوش پر ہو علم
ڈگمگانے لگیں کافروں کے قدم
علقمہ میں ڈبو دو یزیدی حشم

حق کا پیغام سب کو سناتے چلو
نعرۂ حیدری یا علی یا علی

ظلم تھرا گیا صبر شبیر سے!
دل تڑپنے لگے غم کی تاثیر سے
تیر شرما گئے عزم شبیر سے

ظلم کے پرچموں کو جھکاتے چلو
نعرۂ حیدری یا علیؑ یا علیؑ

رب یہ نادِ علیؑ دل میں یا دخُدا
تو نے لکھی ہے رود ب و بلا
لوگ دیں گے قمر تجھی کو دادِ ثنا

داستاں کربلا کی سناتے چلو
نعرۂ حیدری یا علیؑ یا علیؑ

مقالات سید العلما علامہ سید العلماء نقن صاحب قبلہ
کے نایاب مضامین کا مجموعہ کراچی کے تمام شیعہ کتب فروشوں سے حاصل کیجئے
(محفل حیدری)

نوحہ

دشت میں گونج رہی تھی علی اکبر کی اذاں

دشت میں گونج رہی تھی علی اکبرؑ کی اذاں
لشکرِ شام نے سمجھی نہ رسالتؐ کی زباں
پھر لگی دامنِ قرآں میں کوئی آگ نئی
پھر اُٹھا خیمۂ سادات سے جلنے کا دھواں

موت کہتی ہے مبارک ہو تجھے اُمِّ رباب
توڑ دی اصغرؑ معصوم نے حرملہ کی کماں
انقلاب آئے کئی رنگ جہاں نے بدلے
ماتمِ شاہ شہیداں ہے بہر دور جواں

پھول جنگل میں کھلے پیاس سے مرجھا بھی گئے
دشت آباد ہے اور شہرِ نبیؐ ہے ویراں
اک وعدے پہ تیرے زندہ ہے صغراؑ اکبرؑ
ورنہ بیمار کہاں، ہجر کا آزار کہاں

خون کے آنسو تھے کہ ڈھلتی رہی آنکھوں سے شفق
چشمِ عابدؑ میں رہا شامِ غریباں کا سماں
روزِ عاشورہ زمانے کی نگاہ نے اختر
رُخِ شبیرؑ پہ دیکھا ہے جلالِ یزداں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صاحب بیاض

انجمن عزاداران ابوتراب حسینی ... کراچی

تعداد ممبران ۔ 3500

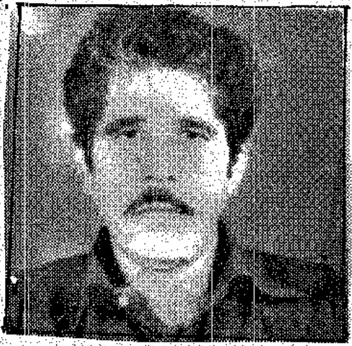

جناب عیسیٰ خان
نائب صدر مرکزی تنظیم عزا رجسٹرڈ

نوحہ

پکارتی ماں تڑپ کر اے میرے کڑیل جواں بیٹے

پکارتی ماں تڑپ کر اے میرے کڑیل جواں بیٹے
نہ مرنے کے لئے جاؤ کہ مر جائے گی ماں بیٹے
بتاؤ کس پہ بوڑھے باپ کو تم چھوڑے جاتے ہو
ضعیفی کے سہارے دل کی ٹھنڈک ماں کی جاں بیٹے
سدھارے تم اٹھا وارث کا سایہ جل چکے خیمے
لعینوں نے میرے بازو میں باندھی رسیاں بیٹے
لپٹ کر لاش سے اکبرؑ کی ماں یہ بین کرتی تھیں
نہ اب جاؤ گے مرنے اپنے منہ سے کہو ہاں بیٹے
سکینہؑ کو طمانچے مارتا ہے شمر بد اختر
بہن روتی ہے کہ آؤ بہن کے مہرباں بیٹے
نماز عصر پڑھ لینے اب شہ دیں رکیں جاتے ہیں
سحر کی طرح سے اٹھ کر سنا دو اب اذاں بیٹے
کسی دکھیا کی ناصر رن سے یہ آواز آتی ہے
میرے کڑیل جواں بیٹے میرے کڑیل جواں بیٹے

نوحہ

باباکو پکارے ہے پریشان سکینہؑ نادان سکینہؑ

باباکو پکارے ہے پریشان سکینہؑ نادان سکینہؑ
بابا تو ہوا دین پہ قربان سکینہؑ نادان سکینہؑ

بچوں کو کوئی آس نہ دلوائیو بی بی سمجھائیو بی بی
عمو کی لو ساحل پہ گئی جان سکینہؑ نادان سکینہؑ

زینبؑ تمھیں ڈھونڈ رہی ہے کہاں کھوئی ہو بی بی کیا سو رہی ہو بی بی
شب آگئی کربل ہوئی سنسان سکینہؑ نادان سکینہؑ

اکبرؑ ہے نہ اصغرؑ ہے نہ عباسؑ جری ہے بس نوحہ گری ہے
گھر لٹ گیا بستی ہوئی ویران سکینہؑ نادان سکینہؑ

دکھ قید بلا کے ہیں سہہ پاؤ گی بی بی مر جاؤ گی بی بی!
کچھ دن کی بس اب تم بھی ہو مہمان سکینہؑ نادان سکینہؑ

اب شام کے بازار کی جھیلے گی مصیبت کوفے کی صعوبت
اللہ کرے مشکل تری آسان سکینہؑ نادان سکینہؑ

تم باپ کے سینے پہ نہ سو پاؤ گی بی بی غم کھاؤ گی بی بی!!
اب پورے نہ ہوں گے ترے ارمان سکینہؑ نادان سکینہؑ

چھن جائیں گے در کانوں سے اور خون بہے گا یہ ظلم بھی ہوگا
کیا کیا یہ ہوئے ظلم کے سامان سکینہؑ نادان سکینہؑ!

رہ رہ کے تری ماں کو ہے یہ وسوسہ آ تاریکی شب ہے
ڈر جائے نہ جنگل میں پریشان سکینہؑ نادان سکینہؑ

تم پوچھتی رہتی تھیں بہت اپنی پھوپی سے کب گھر کو چلیں گے
کیوں بھا گیا اب تم کو یہ زندان سکینہؑ، نادان سکینہؑ

نوحہ

آؤ گودی میں آ جاؤ اصغرؑ کیسے جنگل میں نیند آ گئی ہے

آؤ گودی میں آ جاؤ اصغرؑ کیسے جنگل میں نیند آ گئی ہے
بانو روتی ہے بیتاب ہو کر گود خالی ہے گھبرا گئی ہے!

رات سونی دشت و بیاباں شب کو جاگے اگر تم میری جاں!
مجھ کو ڈھونڈو گے ہو کر پریشاں کیسی ڈراؤنی تھیں بھا گئی ہے

دل تڑپتا ہے کیسے سنبھالوں آؤ آنچل میں تم کو چھپا لوں
مجھ سے روٹھے ہو آؤ منالوں تم کو کس کی نظر کھا گئی ہے

کیسے پیاسے تھے تم میرے جانی ہائے کیسی تھی تشنہ دہانی
آؤ تم کو پلاؤں میں پانی شب ہوئی حاضری آ گئی ہے!

دشت غربت میں تم کو گنوایا آ کے جنگل میں گھر بھر لٹایا!
سر کھلے ہے نبیؐ کی نواسی ہائے کیسی گھڑی آ گئی ہے!

غیرت شاہ کا سر کھلا ہے بالوئے خستہ جاں بے ردا ہے!
ماتم شاہ کرب و بلا ہے سینہ زنِ بو تراب آ گئی ہے

نوحہ

جو غم میں سرورِ دیں کے مصاب ہو نہ سکا

جو غم میں سرورِ دیں کے مصاب ہو نہ سکا
وہ آشنائے خدا و کتاب ہو نہ سکا!

وہ خواب جس پہ تھا دارو مدارِ حدیثؑ
خلیل آپ سے پورا وہ خواب ہو نہ سکا

نگاہ رب میں برائے حیات کلمۂ حق!
بجز حسینؑ کوئی انتخاب ہو نہ سکا

ہوئیں ڈوب کے اُبھری جو عظمتِ اسلام!
غروب مہرِ رسالت مآب ہو نہ سکا

بتا رہی ہے یہ سرخی افق کی تا ایں دم
صغیر تیرے لہو کا حساب ہو نہ سکا

مچل کے موجوں نے دریا کی، پا کے غازی پر
تلافی چاہی مگر سدِّباب ہو نہ سکا

تجھے جو نوح نے کوثر کی حمد سلام کیا
نصیب جاگا کچھ ایسا جواب ہو نہ سکا

ہزار ہاتھ ملے قسمتِ مسلماں نے!
مگر ازالۂ مرگِ شباب ہو نہ سکا!

یہ کہہ کے چرخ کی بے چارگی بہت روئی
تمھارے لال کا ماتم رباب ہو نہ سکا

اے عزم چھوڑ دیا جس نے دامنِ شبیر!
رہِ حیات میں پھر کامیاب ہو نہ سکا

نوحہ

"بے چین مجھکو جب دلِ مضطر نے کر دیا"

بے چین مجھ کو جب دلِ مضطر نے کر دیا
آسان مشکلات کو حیدر نے کر دیا

عباسؑ کی جدائی سے خم ہو گئی کمر!
بے نور چشم شاہ کو اکبرؑ نے کر دیا

سہ شعبہ تیر چھوٹ کے چلا جب کمان سے
سوکھے گلے کو سامنے اصغرؑ نے کر دیا

سینچا تھا جس کو فاطمہؑ نے اپنے خون سے
تاراج اس چمن کو ستمگر نے کر دیا

عاشور کو کٹا کے گلا اور لٹا کے گھر
اسلام زندہ سبط پیمبرؐ نے کر دیا

دیکھا کڑی گھڑی جو پڑی ہے حسینؑ پر!
قاسم کو پیش بیوۂ شبرؑ نے کر دیا

تاریخ کربلا جو مکمل ہوئی نہ تھی!
پورا اُسے حسینؑ کی خواہر نے کر دیا

ایوبؑ کے بھی صبر کا رتبہ نہ کچھ رہا!
اتنا بلند عابد مضطر نے کر دیا

تھے بین یہ سکینہؑ کے زندان شام میں
مجھ کو اسیر میرے مقدر نے کر دیا

یہ بھی خبر ہوئی نہ قلم کرب کا شمیم
لاغر کچھ ایسا داغ بہترؑ نے کر دیا!

تاریخ وار مجالس کی نایاب کتابیں

بیاضِ تسکینِ زینبؑ

حصہ اوّل و دوم — قیمت ۱۵ روپیہ فی حصہ

محمد وصی خان صدر مرکزی تنظیم عزا رجسٹرڈ

سوز۔ سلام اور مرثیوں کی تاریخ وار ۴۵ عدد مجالس کا نایاب مجموعہ۔ مشہور اساتذہ کے بستوں سے منتخب کیا ہوا بے مثل کلام

تاریخ وار مجالس خود پڑھ سکتی ہیں۔ اب آپ کو زیادہ کتابوں کی ضرورت نہیں یہ دو حصہ پورے سال کی مجالس کے لئے کافی ہیں۔ جناب سیدہؑ کی شہادت کی مجلس سے لے کر امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت تک کی مکمل سوز، سلام۔ اور مرثیوں سے ترتیب دی ہوئی تاریخ کی مناسبت سے مجالس کا مجموعہ جس کو پہلی بار یکجا کیا گیا ہے۔ ان کتابوں میں جناب سیدہ جناب امیر علیہ السلام۔ روانگی شاہ جناب صغراؑ۔ جناب مسلمؑ۔ جناب صاحبزادگان جناب مسلمؑ۔ آمد کربلا محرم کا چاند حضرت قاسمؑ حضرت علی اکبرؑ حضرت عباسؑ۔ جناب حرؑ۔ شب عاشور۔ شہادت امام حسینؑ۔ تاراجیِ خیام۔ دس محرم، روانگی اہل حرم۔ بازارِ شام۔ دربار یزید۔ جناب سکینہؑ جناب زینبؑ تیجا امام۔ دسواں امام بیسواں امام، ۴۰ واں امام۔ ربیع الاوّل شہادت امام حسنؑ شہادت امام زین العابدین سے شہادت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حال کی مکمل سوز سلام اور مرثیوں سے ترتیب دی ہوئی مجالس کا مجموعہ۔ جسکو پڑھ کر آپ اپنے بھائی کو دعائیں ضرور دیں گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

کربلا کی خاک گوہر، سر بہ سر اکسیر ہے
کربلا مظلومیت اور ظلم کی تفسیر ہے

پیامِ مظلومانِ کربلا بنامِ ظالم

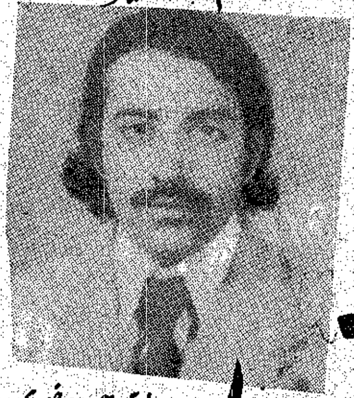

سید اقمر حسین رضوی

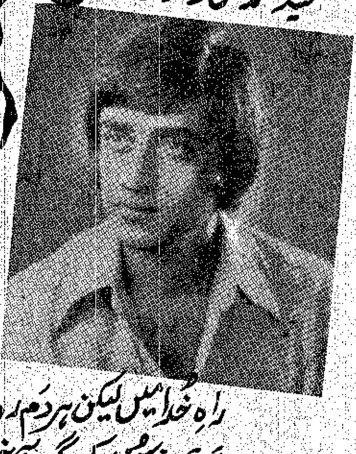

سید محمد علی رضوی

راہِ خدا میں لیکن ہر دم رواں دواں ہے
اب پھر نہ سن سکو گے یہ آخری اذاں ہے

حسنِ سقائے سکینہ جلوہ گر پانی میں ہے

(انجمن عابدیہ کاظمیہ)

حسنِ سقائے سکینہؑ جلوہ گر پانی میں ہے
یا چراغِ طور روشن سربسر پانی میں ہے

دیکھ کر عکسِ رُخِ عباسؑ حیران ہے فرات
یہ تو مہتاب کیا دن دوپہر پانی میں ہے

جب وہاں موسیٰ کو دریا نے دیا تھا راستہ
اب یہاں عباس غازی کا گذر پانی میں ہے

دیکھ کر عباسؑ کو آنکھیں بچھاتے ہیں حباب
دیکھئے تو کس قدر حسنِ نظر پانی میں ہے

ایک تو نورِ رُخِ عباسؑ پھر عکسِ علم
ایک مسلسل منظرِ شق القمر پانی میں ہے

آنکھ سے عباسؑ کی در[illegible] ٹپکا اشکِ غم!
ہے صدف پانی سے باہر [illegible] میں ہے

اللہ اللہ یہ وفائے اسپ سقائے حسینؑ
لب کبھی تر کرتا نہیں اور تا کمر پانی میں ہے

جل رہے ہیں دیکھ کر دریا کو پیاسوں کے جگر
پیاس کے شعلوں کی حدت کا اثر پانی میں ہے

فکرِ عابد کو ملی منزل نئی جادہ نیا!
حرف حرف مضمون کا اب گویا سفر پانی میں ہے

"عباسؑ نے دریا پہ یہ پیغام دیا ہے"
(انجمن تبلیغ حیدری)

عباسؑ نے دریا پہ یہ پیغام دیا ہے
انسان کی عظمت کا نشاں ہے تو وفا ہے

کیا کہنا وفا کا تیرے سقائے سکینہ
دریا پہ پہنچ کر بھی تو پیاسا ہی رہا ہے

جب رن میں گئے حضرت عباسؑ دلاور
اک شور ہوا یہ تو وہی شیر خدا ہے

وہ تیر چلا تیغ چلی برچھیاں چمکیں
جب نہر سے عباسؑ نے مشکیزہ بھرا ہے

آیا جو قریب حضرت عباسؑ بڑھا کے
وہ دشمن دیں تیغ سے دو ہو کے گرا ہے

جب شانے کٹے رن میں تو آقا کو پکارا
اب آئیے مولا یہ میرا وقت قضا ہے

شبیرؑ کی آنکھوں سے رواں ہو گئے آنسو!
عباسؑ سے جب وقت قضا بھائی کہا ہے

معصوم نہیں حضرت عباسؑ یہ مانا
معصوم صفت کام تو ہر ایک کیا ہے

عباسؑ کی الفت میرے کام آئے گی ناظم
یہ میرا عقیدہ ہے میرے دل کی صدا ہے!

ہمشکل مصطفیٰ کی یہ آخری اذان ہے

انجمن نادِ علیؑ

ہمشکل مصطفیٰ کی یہ آخری اذان ہے
ہر ذرّہ کربلا کا انگشت بر دہاں ہے

لاکھوں نماز صدقے اس چاند سی جبیں پر   سجدے میں جو جھکی ہے جلتی ہوئی زمیں پر
فاقہ ہے تین دن کا ہمت مگر جواں ہے!
اب پھر نہ سن سکوگے یہ آخری اذاں ہے

رستے رکے ہوئے ہیں پہرہ لگا ہوا ہے   شبیر کا سفینہ طوفاں میں آگیا ہے
راہِ خدا میں لیکن ہر دم رواں دواں ہے
اب پھر نہ سن سکوگے یہ آخری اذاں ہے

اس آخری اذاں سے ہلچل مچی ہوئی ہے   اک ماں جگر کو تھامے در پر کھڑی ہوئی ہے
سوکھے ہوئے لبوں پہ نادِ علیؑ رواں ہے
اب پھر نہ سن سکوگے یہ آخری اذاں ہے

ہر دم یہ ہے تصوّر دولہا بنا ہے اکبرؑ   شادی رچی ہوئی ہے سہرا سجا ہے سر پر
سمجھائے کون ماں کو بے رحم آسماں ہے
اب پھر نہ سن سکوگے یہ آخری اذاں ہے

ہر دم یہ ہے تصوّر دولہا بنا ہے اکبرؑ   شادی رچی ہوئی ہے سہرا سجا ہے سر پر
سمجھائے کون ماں کو بے رحم آسماں ہے
اب پھر نہ سن سکوگے یہ آخری اذاں ہے

سمجھا رہی ہے زینبؑ ماں کو سنبھل سنبھل کر   گھبرا رہی ہے لیلیٰ پہلو بدل بدل کر

[illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

حالات ہی ہیں ایسے قابو میں دل کہاں ہے
اب پھر نہ سن سکو گے یہ آخری اذاں ہے

سنکر صدائے اکبرؑ اصغرؑ کو وجد آیا! تکبیر کی صدا پہ معصوم مسکرایا
ایسا کوئی مجاہد تاریخ میں کہاں ہے
اب پھر نہ سن سکو گے یہ آخری اذاں ہے

خیبر میں ذوالعشیرہ میں صفین میں احد میں ایسے نہ تھے نمازی تیر و سناں کی زد میں
جن پر اسیر اب تک قرآن بھی مدح خواں ہے
اب پھر نہ سن سکو گے یہ آخری اذاں ہے

سکینہ کا یہ نوحہ تھا میرے بھیا چلے آؤ

(انجمن ظفر الایمان)

سکینہ کا یہ نوحہ تھا میرے بھیا چلے آؤ — بڑے ظالم ہیں یہ اعدا میرے بھیا چلے آؤ
تمہاری منتظر ہوں جب سے تم رن کو سدھارے ہو — دکھاؤ نہ اب رستہ میرے بھیا چلے آؤ
علی اکبرؑ نے مر کے خون ارمانوں کا کر ڈالا! — دکھاؤ اب ہمیں سہرا میرے بھیا چلے آؤ
تمہیں معلوم ہے عون و محمدؑ میں نہ قاسمؑ ہیں — تم ہی ہو اب مری دنیا میرے بھیا چلے آؤ
جہاں اپنا نہیں ہوتا وہاں تنہا نہیں رہتے — مرا اب مان لو کہنا میرے بھیا چلے آؤ
تمہارے جیسے کمسن بتا کہ باہر نہیں رہتے — ہے کتنا رن میں سناٹا میرے بھیا چلے آؤ
لئے جاتے ہیں اعدا قید کر کے شام کی جانب — نہیں جاؤنگی میں تنہا میرے بھیا چلے آؤ
ترس کھا کے تو میرے دشمنوں نے پانی بھیجا ہے — پیوں میں کسطرح تنہا میرے بھیا چلے آؤ
ردائیں چھن چکیں ہم لٹ چکے اور جل چکے خیمے — یہ منظر دیکھنے بھیا میرے بھیا چلے آؤ
یقیں آتا نہیں اعدا نے تم کو مار ڈالا ہے — دکھانے کیلئے چہرہ میرے بھیا چلے آؤ

بہن عباسؑ کی ہے دُخترِ کرار ہے زینبؑ

(انجمن حیدری علی بستی)

بہن عباس کی ہے دُخترِ کرار ہے زینبؑ
مقابل کفر کے اک آہنی دیوار ہے زینبؑ

نبیؐ زینبؑ، علیؑ زینبؑ، حسینؑ ابن علیؑ زینبؑ
کہ اولادِ ابوطالب کی اب سردار ہے زینبؑ

نساءِ دہر ہوں حورانِ جنّت یا کہ مریم ہوں
سبق لیں جس سے سب وہ بولتا کردار ہے زینبؑ

ہے تعلیمِ محمدؐ مصطفےٰ کا آئینہ زہرؑہ
خدیجہ اور زہرؑہ کا عجب شہکار ہے زینبؑ

خدا کے دین کی سوئی ہوئی قسمت جگا دی ہے
ہے عورت ذات لیکن کس قدر بیدار ہے زینبؑ

یزیدی فوج کینہ جو کہیں اس سے نہ ٹکرانا
امامت کو ہے جس پہ ناز وہ تلوار ہے زینبؑ

شہادت پا کے سارے مرد تو ہیں مطلعِ نوری
مگر انسانیت کا مقطعِ انوار ہے زینبؑ

نہیں عباسؑ لیکن مٹ نہیں سکتی وفا کیشی
کہ تہذیبِ وفا کی اب علمبردار ہے زینبؑ

حقوق عالم النسواں کی از آئینِ مصطفوی !!!
یہ شانِ فاطمہؑ ہی قائدِ بے عار ہے زینبؑ

بڑی ہمت بڑھا دی ہے علیؑ نے آ کے غربت میں
مہم کوفہ کی سر کرنے کو اب تیار ہے زینبؑ!

سرِ دربار خطبہ ذوالفقارِ حیدری گویا
یزیدیت سے اب تک برسرِ پیکار ہے زینبؑ

بلکتے ہیں جو بچے صبر کی تلقین کرتی ہے
مطیعِ حق میانِ نرغۂ کفار ہے زینبؑ!

چھپائے منہ کو ہے بالوں سے وہ بازار کوفہ میں
وقارِ پردہ ہے اسلام کی ستار ہے زینبؑ

سبق دیتے ہیں خطبے حریت کے گو کہ ظاہر میں
برہنہ سر رسن بستہ سرِ بازار ہے زینبؑ

ہیں گو کہ ماں مگر وہ دیکھئے بیٹوں کے لاشوں پر
بہ اطمینان محوِ سجدۂ غفار ہے زینبؑ

کہیں فریاد کرکے حشر اک برپا نہ کر دینا
دیارِ شام کی منزل بڑی دشوار ہے زینبؑ

سرِ شبیرؑ بھی ہم خون کے آنسو بہاتا ہے
رسن میں ہے سکینہ اور سرِ بازار ہے زینبؑ

ثمر ہے عظمتِ پیغمبری کا کتنا پاس اس کو
مقامِ ابتلا میں قافلہ سالار ہے زینبؑ

روکے عباسؑ سے کہتی تھیں سکینہ عموّ!

(انجمن امامیہ)

روکے عباسؑ سے کہتی تھیں سکینہ عموّ!
پیاس سے اب میرا پھنکتا ہے کلیجہ عموّ!

کیا یہ سچ ہے کہ لعیں چھین کے لیجائیں گے
عصر کے بعد میرے کانوں سے بُندا عموّ!

شام تک آگ لگائیں گے عدو خیموں میں
اور جل جائے گا بے شیر کا جھولا عموّ!

کیا یہ سچ سنتی ہوں دریا سے نہیں آئیں گے آپ
عصر تک ہوں گے اکیلے میرے بابا عموّ!

یہ بھی سنتی ہوں کہ ہر لاش اُٹھے گی لیکن
ایک مظلوم کا اٹھے گا نہ لاشہ عموّ!!

اپنے بابا کو نہ پہچان سکیں گی زینب
ایسا ہو جائے گا کیا حشر کا نقشہ عموّ!

یوں بجھائیں گے لعیں خانۂ زہرہ کا چراغ
شام تک دشت میں پھیلے گا اندھیرا عموّ!

یہ بھی سنتی ہوں کہ والی نہ رہے گا کوئی!
شام تک ہوں گے حرم دشت میں تنہا عموّ!

منہ چھپائے ہوئے بالوں سے کہیں بھی روئے گی
اور ہو گا نہ کوئی پوچھنے والا عموّ!!

اب بھی اکثر یہ صدا آتی ہے نزدیک فرات!
آپ کو ڈھونڈنے نکلی ہے سکینہ عمو!

ہم پہ جس وقت یہ ٹوٹیں گے قیامت کے ستم
آپ کیا ہوں گے نہ اس وقت میں اس جا عمو!

دیکھ یہ سنکے یہ سقائے حرم بھی رو دیا
حشر تک آپ کا ہو نہر پہ قبضہ عمو!

کربلا مظلومیت اور ظلم کی تفسیر ہے

(انجمن کاروان عباس)

کربلا مظلومیت اور ظلم کی تفسیر ہے!
کربلا کردار پاکیزہ کی اک تصویر ہے
کربلا اسلام کی بنتی ہوئی تقدیر ہے
کربلا نور خدا کی پانچویں تنویر ہے

کربلا خون شہ دلگیر کی تعمیر ہے
کربلا مظلومیت اور ظلم کی تفسیر ہے

فاطمہ تشریف لاتی ہیں بڑی توقیر ہے
آیئے اہل عزا یہ مجلس شبیر ہے
کربلا مظلومیت اور ظلم کی تفسیر ہے
نقل ناقہ بن گئے جس کے لئے خود مصطفیٰ!

نقل تربت اس کی کینہ کہ باعث تکفیر ہے
کربلا مظلومیت اور ظلم کی تفسیر ہے

کربلا سے کل جہاں ہوتا رہے گا فیضیاب
اب نہ چھو پائے گا اس کو تا بہ محشر انقلاب
نور کی مانگا کرے گا بھیک اُس سے آفتاب
سو رہا ہے اس میں میٹھی نیند ابن بو تراب
جو رہے گی روزِ محشر تک یہ وہ تعمیر ہے
کربلا مظلومیت اور ظلم کی تفسیر ہے

اشکِ جبرا جو بہا وہ ملکہ کا دفتر بنا!
آ کے دامن میں کوئی شعلہ بنا اخگر بنا!
کوئی آنکھوں سے گرا شیشہ بنا پتھر بنا
آ کے بازارِ قیامت میں کوئی گوہر بنا
آنکھ سے ٹپکے ہوئے اشکوں کی یہ تقدیر ہے
کربلا مظلومیت اور ظلم کی تفسیر ہے

کھو چکا ہے سارا عالم جیسے اپنے دل کا چین
جس طرف جاتی ہیں نظریں اس طرف ہے شور و شین
قتل صحرا میں ہوا جب سے نبی کا نورِ عین!
ہر پلک پر اشکِ غم ہے ہر زباں پر یا حسین
غمِ مظلومیِ سرور کتنا عالمگیر ہے!
کربلا مظلومیت اور ظلم کی تفسیر ہے

دوریوں نے ختم کر ڈالا ہے اپنا فاصلہ!
ہر تصوّر کے لئے نشتر بنا یہ سانحہ
ہر دہن پر ہر زباں پر کربلا کا واقعہ
گونجتا ہے ماتمِ شبیرؑ سے ہر راستہ

جس طرف دیکھو صدائے ماتم شبیر ہے
کربلا مظلومیت اور ظلم کی تفسیر ہے

جس کے ذرّے نازشِ دُرِّ عدن وہ کربلا
ہے امانت دار خونِ پنجتن وہ کربلا
جس جگہ اجڑا ہے زہرہ کا چمن وہ کربلا
سو رہا ہے جس جگہ اک بے کفن وہ کربلا

کربلا کی خاک گوہر سر بسر اکسیر ہے
کربلا مظلومیت اور ظلم کی تفسیر ہے

"حاصل گرمیٔ جذبات وفا ہیں آنسو"

(انجمن عزائے حسین)

حاصل گرمیٔ جذبات وفا ہیں آنسو!
زینتِ جادۂ تسلیم و رضا ہیں آنسو
رونقِ انجمن صدق و صفا ہیں آنسو
دوستو درد محبت کی دوا ہیں آنسو

دل سلگ جائے جو اشکوں کو روانی نہ ملے
آگ وہ کیسے بجھے جسے پانی نہ ملے

ماں کی ممتا نہ رہے باپ کی شفقت نہ رہے
چھوڑ دے پیار بہن بھائی کی الفت نہ رہے

اَشک رُک جائے جو سینوں میں حرارت نہ رہے
یعنی جم جائے لہو دل کا محبت نہ رہے
آسمانوں سے بھی آواز و فغاں اُٹھنے لگے!
پھول سے آنچ تو کلیوں سے دھواں اُٹھنے لگے

محفلِ غم میں اگر اَشک فشانی نہ رہے
تذکرہ کیسا حقیقت کی کہانی نہ رہے
بزمِ ہستی میں کہیں زمزمہ خوانی نہ رہے
ابر کیا برسے گا دریا میں جو پانی نہ رہے
خشک ہو آنکھ تو ہونٹوں کا ترانہ جل جائے
یہ گھٹائیں جو نہ برسیں تو زمانہ جل جائے

شوق تھا ہم کو مٹانے کا ستمگارہ دل میں
شور تھا ڈال دو اس قوم کا خوں گاروں میں
کوئی زندہ نہ بچے شہر کے ۱.۶ داروں میں
زندہ چنوائے گئے ظلم کی دیواروں میں!
مٹ گئیں سلطنتیں دیدۂ نم ہیں موجود
دیکھ لو اشکوں کا اعجاز کہ ہم ہیں موجود

ہم کو دنیا سے نہ مطلب نہ لڑائی سے ہے کام
ہم کو دنیا ہے فقط اہلِ وفا کا پیغام
اہلِ دنیا کو مبارک ہو یہ تیغ اور حسام
ہاتھ خالی نہ سمجھ لیں لیکن ہمیں یہ بد انجام
لوگ جب ظلم کو معیار بنا لیتے ہیں!
ہم ان ہی اشکوں کو تلوار بنا لیتے ہیں!

وہ بھی دن تھے الٰہی اشکوں پہ لگے تھے پہرے
خوف تھا درد کے ماروں کو کہ آنسو نہ بہے!
وہ بھی دن تھے الٰہی آنسو پہ صدا آنے لگے
لاش پامال ہو بھائی کی بہن رو نہ سکے
داغ ممتا کا کلیجے سے نہ دھونے پائے
ماں جواں لال کی میّت پہ نہ رونے پائے

اُف وہ ننھی سی مسافر وہ رہِ غم کا سفر
یا علیؑ کہتی تھی گھبرا کے جو لگتی تھی ٹھوکر!
آتی تھی بس کے فضاؤں میں جو خوشبوئے پدر
دیتی تھی رو کے یہ آواز اُسے خستہ جگر!
سنتی ہوں بن میں بلاؤں کا بسیرا ہے بہت
انگلیاں تھام لو بابا کہ اندھیرا ہے بہت

کہتی تھی رو کے مجھے پاس بلا لو بابا
اپنی آغوش میں بیکس کو چھپا لو بابا!
سو رہا ہے کہیں جنگل میں جگا لو بابا
میرے بھیّا علی اصغرؑ کو اُٹھا لو بابا
وہ اثر تھا کہ فضا دشت کی تھرّانے لگی
یک بیک حلقِ بریدہ سے صدا آنے لگی

"ہائے میرے عموؑ کہاں ہائے میرے بابا کہاں"

(انجمن غمخواران عباسؑ)

بالی سکینہؑ یہی کرتی تھیں رو رو فغاں
ہائے میرے عموؑ کہاں، ہائے میرے بابا کہاں
ہونے لگی دشت میں شام غریباں عیاں
ہائے میرے عموؑ کہاں ہائے میرے بابا کہاں

جانے کدھر آج سب ناصر و یاور گئے — کیسی قیامت ہوئی قاسمؑ و اکبرؑ گئے
جستجوئے آب میں ثانیٔ حیدرؑ گئے — ننھے مجاہد کے ساتھ سبطِ پیمبرؐ گئے
ڈھونڈھ رہی ہوں مگر ملتا نہیں کچھ نشاں
ہائے میرے عموؑ کہاں ہائے میرے بابا کہاں

لشکرِ کفار میں دھوم ہے کیوں اس قدر — سوچ رہی ہوں یہی آئی ہے یہ کیسی خبر
چاک گریباں کئے روتا ہے سب گھر کا گھر — ہوش کسی کو نہیں کیا کروں جاؤں کدھر
کوئی بتائے مجھے کیوں ہے یہ آہ و فغاں
ہائے میرے عموؑ کہاں ہائے میرے بابا کہاں

خیموں میں بے اذن ہی آ گئے سب اہلِ شر — ظلم کی حد توڑ دی عابدِ بیمار پر
لوٹ لی سر سے ردا لوٹ کے سب مال و زر — شمرِ لعیں لے گیا چھین کے میرے گہر
جا کے دکھاؤں کہاں کانوں سے خوں ہے رواں
ہائے میرے عموؑ کہاں ہائے میرے بابا کہاں

دوپہر میں یہ آج واقعہ کیا ہو گیا — کوئی بتاتا نہیں کرتے ہیں سب ہی بکا

آپ بتائیں چچی ماجرا آخر ہے کیا   نہر سے کب لوٹ کر آئیں گے میرے چچا
خیمے بھی سب جل چکے چاروں طرف ہے دھواں
ہیں میرے عموؑ کہاں ہیں میرے بابا کہاں

پیاسی ہوں یہ لفظ ہی لب پہ نہ لاؤنگی میں   اُن کی جدائی کا غم کیسے اٹھاؤں گی میں
موت سے پہلے انھیں دیکھ بھی پاؤں گی میں   جب بھی ملیں گے تجھے اُن کو بتاؤں گی میں
مارے طمانچے مجھے شمر نے دیں گھڑکیاں!
ہیں میرے عموؑ کہاں ہیں میرے بابا کہاں

ہوش کسی کو نہ تھا اڑتا تھا گرد و غبار   ایک طرف بیٹھی تھیں بیبیاں سب اشکبار
شام سے جب شب ہوئی ختم ہوا انتظار   جانب مقتل چلی کہتی ہوئی بار بار!
ظالموں کے ظلم کو جاکے کروں گی بیاں!
ہیں میرے عموؑ کہاں ہیں میرے بابا کہاں!

اور انیسِ حزیں حال کرے کیا رقم   ظلم کی جب سیلیاں کھا چکے اہلِ حرم
آلِ محمدؐ پہ پھر ٹوٹا نیا ایک ستم   دیکھا کہ بچوں میں ہے بالی سکینہ بھی کم
کرتی تھیں جو دم بہ دم رو کے یہی ایک فغاں
ہیں میرے عموؑ کہاں ہیں میرے بابا کہاں

ماں ڈھونڈھ رہی ہے کب سے اصغر آجاؤ!

ماں ڈھونڈھ رہی ہے کب سے اصغر آجاؤ
چھایا ہے ہر سمت اندھیرا دلبر آجاؤ!

تم سے بچھڑ کر دلبر میرے
تڑپوں گی میں شام سویرے
کیسے جئے گی ماں بن تیرے
آجاؤ، آجاؤ، دلبر آجاؤ!

ڈھونڈھ رہی ہوں کب سے ادھر
چین سے جنگل میں سوتے ہو
ترسو گی ماں کی صورت کو!
جاتی ہوں میں شام کھلے سر آجاؤ

روٹھے ہو کیوں ماں سے نہ جانے
سن کے صدا، بن گئے انجانے
آئی ہوں میں تم کو منانے
گودی میں اے لعل ہمک کر آجاؤ

ہُو کا عالم، گھور اندھیرا
سونے جنگل میں ہے بسیرا
گھٹتا ہے دم خوف سے میرا
پھیلے ہیں ہر سمت ستمگر آجاؤ

جب سے سُنا ہے فکر سوا ہے
دل کو اِک دھڑکا سا لگا ہے
ننھّے گلے میں تیرِ جفا ہے
چلتا ہے دل پر میرے خنجر آجاؤ

خشک گلا ہو گا مرے جانی
آؤ پلا دوں تمھیں پانی
کچھ تو پتا دو، کچھ تو نشانی
کھاتی ہوں میں ٹھوکریں در در آجاؤ

آ میری آنکھوں کے تارے
آجا! آجا! راج دُلارے
دُکھیا ماں رو رو کے پکارے
کیسے جیوں گی تم سے بچھڑ کر آجاؤ

رَن میں سوالِ آب پہ جب تیر چل پڑے

رَن میں سوالِ آب پہ جب تیر چل پڑے
النسانیت کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے
اصغرؑ کو لے کے فاطمہ صغریٰ کی گود سے
کیا جانے کیوں حسینؑ کے آنسو نکل پڑے
بچھڑ کے آج دیکھ لو اصغرؑ کو اے رباب!
[illegible] نے کیسا وقت مصیبت کا کل پڑے

یہ کیا ہوا تڑپ اُٹھے لاشے لبِ فرات
کیسی صدا ہے کیوں علیؑ اصغرؑ مچل پڑے

کھینچ کر اُدھر کماں سے چلا حرملا کا تیر
یاں گود میں صغیرؑ کے ابرو پہ بل پڑے

لاشہ تڑپ رہا ہے لہو اسے کا خاک پر
کیوں کر لحد میں روحِ پیمبرؐ کو کل پڑے

افسوس جو شبیہِ پیمبرؐ ہے دوستو!
مقتل میں اُس کے سینہ پہ برچھی کا پھل پڑے

لو وہ ردائیں چھن گئیں جلنے لگے خیام
سر اپنا پیٹتے ہوئے بچے نکل پڑے

اُس موت پر نثار تمنائے زندگی
جس موت سے حیات کے چشمے اُبل پڑے

آواز دے رہے ہیں مدد کے لئے حسینؑ
اصغرؑ کو ماں کی گود میں کس طرح کل پڑے

رَن پر جو چڑھے جعفرِ طیارؑ کے پیارے

رَن پر جو چڑھے جعفرِ طیارؑ کے پیارے
اعدا کو نظر آنے لگے دن میں بھی تارے
حق کر گئے مادر کے ادا سارے کے سارے
ماموں پہ فدا ہو گئے زینبؑ کے دُلارے

سمجھاتی تھیں بچوں کو بڑے پیار سے زینبؑ
بھولے سے نہ جانا کبھی دریا کے کنارے

پیاسی ہے سکینہؑ رہے ہر آن یہی دھیان
پانی کا تصور نہ ہو ذہنوں میں تمہارے

ماں صدقے گئی، آج ہے مرنے میں بڑا نام
میں خوش ہوں ملیں خاک میں ارمان سارے

گھوڑوں سے گرو بھی تو صدا ان کو نہ دینا
دیکھو میں خفا ہوں گی جو ماموں کو پکارے

کم سن ہو تو کیا؟ بنتِ علیؑ کے ہو جگر بند
اس سن میں بڑا نام تھا نانا کا تمہارے

میں خیمے سے دیکھوں گی جری کون ہے تم میں
للکار کے پہلے جو بن سعد لعین کو مارے

وعدہ جو کیا ماں سے وفا کر گئے دو لال
پیاسے ہی لڑے، پیاسے ہی دُنیا سے سدھارے

صد حیف ہے اے دشتِ بلا تیری زمیں نے
سب چھین لئے زینبؑ مضطر کے سہارے

پالا تھا جنہیں گود میں وہ بجالیے رن میں
اب کون ہے زینبؑ کو جو ماں کہہ کے پکارے

کٹ کر گرے تھے کل جو کنارے فرات کے

کٹ کر گرے تھے کل جو کنارے فرات کے
وہ ہاتھ آسرا ہیں ہماری نجات کے

ہے ٹھوکروں میں آج بھی عباسؑ کے فرات
ایسے دھنی بھی ہوتے ہیں دُنیا میں بات کے

اُن سے بزورِ تیغ یہ بیعت کی کوششیں
جو فتح ڈھال دیتے ہیں سانچے میں مات کے

ہنستے ہو آنسوؤں پہ ہمارے، خدا گواہ!
ہم جمع کر رہے ہیں وسیلے نجات کے

کرب و بلا میں تیرِ ستم کھا کے اک صغیر
لہرا گیا جہان پہ پرچم حیات کے

تیرا ہی دل تھا تو نے اُٹھائی جواں کی لاش
صدقے حسینؑ اس ترے پائے ثبات کے

کِس جا چھپے ہوئے ہو علی اصغرؑ جواب دو
مادر بھٹک رہی ہے اندھیرے میں رات کے

ہم بھی غلامِ حُر ہیں کرم یا شہِ اُممؑ
کب سے ہیں منتظر نظرِ التفات کے

ہو جائے منحرف یہ زمانہ تو فکر کیا
ہم فاطمہؑ سے لیں گے صلے نوحہ جات کے

نوحہ

دِل میں علیؑ علیؑ ہو، زباں پہ علیؑ علیؑ!

ہے کشتیٔ اسلام کا لنگر علیؑ علیؑ
راہِ عمل میں عزم کا پیکر علیؑ علیؑ

سُن کر صدا تڑپ کے گرے خاک پر حسنؑ
نکلے گریباں چاک کئے شاہ بے کفن
تھا غم سے سرد زینبؑ کلثومؑ کا بدن
روتا تھا پیٹ پیٹ کے ہر ایک مرد و زن
محوِ فغاں تھی قبرِ پیمبرؐ علیؑ علیؑ

زہراؑ کی آرہی تھی بقیع سے یہ صدا
بچے مرے یتیم ہوئے ہے ربّ دوسرا
سجدے میں تیرا شیرِ خدا قتل ہو گیا
کس سے کہوں مدد کو تو ہی آ مرے خدا
حسنینؑ رو رہے ہیں بلک کر علیؑ علیؑ

گھر گھر میں صفِ ماتمِ شبیرؑ بچھا دے

نعمت غمِ شبیرؑ کی گر تجھ کو خدا دے
دنیا کو پیامِ شہِ مظلوم سنا دے
ماتم کی صدا سے دلِ باطل کو ہلا دے
پردہ جو نگاہوں پہ ہے دنیا کی ہٹا دے
گھر گھر میں صفِ ماتمِ شبیرؑ بچھا دے

ہے مرد وہی کر کے جو وعدے کو نبھا دے
اک سر کی ضرورت ہو بہتر کا گلا دے

بازوئے علمدار دے بہنوں کی ردا دے
جو کچھ بھی ہو سب راہِ محبت میں لٹا دے
اتنا دے کے بدلے میں خدا سوچے کہ کیا دے

دُنیا میں صدا بن کے رہو حق کے پیامی!
ظالم کے مخالف رہو مظلوم کے حامی
اعمال کو کھا جاتی ہے ایمان کی خامی
ہر ایک کو ملتی نہیں سرورؑ کی غلامی
دولت یہ میسر ہے اُسے جسکو خدا دے

سچ کیا ہے، زمانے کو بتاتے ہوئے نکلو!
پردہ رُخِ باطل سے ہٹاتے ہوئے نکلو
جاگے ہوئے فتنوں کو سلاتے ہوئے نکلو
سوتے ہوئے ذہنوں کو جگاتے ہوئے نکلو
نعرہ وہ کرو کفر کی دیوار کو ڈھا دے

کوثر غمِ سرورؑ میں لٹاتے ہوئے نکلو
روتے ہوئے دُنیا کو رُلاتے ہوئے نکلو
مظلوم کا پیغام سُناتے ہوئے نکلو
عباسؑ کے پرچم کو اُٹھاتے ہوئے نکلو
ہر نقشِ قدم راہِ حقیقت کا پتہ دے

بتلاؤ کہ شبیرؑ سا رہبر نہ ملے گا
کونین میں ان کا کوئی ہمسر نہ ملے گا
سردارِ جناں ساقیٔ کوثر نہ ملے گا
اس در کے سوا اور کوئی در نہ ملے گا

رَن میں پلٹو گے کب ، جلتے خیموں سے اب
اُٹھ رہا ہے دُھواں، تجھ کو ڈھونڈوں کہاں

نوحہ

آجاؤ! اب آجاؤ! اب آجاؤ سکینہؑ

آجاؤ! اب آجاؤ! اب آجاؤ سکینہؑ
بانو کی صدا تھی کہ نہ تڑپاؤ سکینہؑ

اَب مجھ سے جُدائی کا الم اُٹھ نہ سکے گا
یوں روٹھ کے مادر سے نہ تم جاؤ سکینہؑ

پھر پیار سے ماں کہہ کے پکارو مری دلبر
اماں کو نہ اس طرح سے تڑپاؤ سکینہ

اصغر کی جُدائی، علی اکبرؑ کی جُدائی
کافی ہے، نہ اب تم مجھے رلواؤ سکینہؑ

کیا مجھ سے خطا ہو گئی کیوں روٹھ گئی ہو!
اس غمزدہ مادر کو یہ بتلاؤ سکینہؑ

یہ سچ ہے بہت قید میں دُکھ تم نے اُٹھائے
لو باپ کی آغوش میں سو جاؤ سکینہؑ

کانوں سے لہو بہتا ہے رُخسار ہیں نیلے
یہ شکل نہ عباسؑ کو دکھلاؤ سکینہؑ

لپٹا کے کلیجہ سے دُعائیں مری کہنا
اک ننھی سی تربت جو کہیں پاؤ سکینہؑ

نوحہ

یہ سیدہ ہے باغ نبوّت کا پھول ہے

یہ سیّدہ ہے باغِ نبوّت کا پھول ہے
کارِ پیمبری میں شریکِ رسولؐ ہے
اس در کو پا کے خواہش جنّت فضول ہے
جنّت تو اہلبیت کے قدموں کی دھول ہے
شامل ہے ان کا نام عبادت کے رکن میں
ان پر درود ہے تو عبادت قبول ہے
اک اک ادا ہے سانچۂ حق میں ڈھلی ہوئی
ہر ہر عمل پہ آیۂ حق کا نزول ہے
دل ہی نہیں گر ان کی مودّت تو بانخدا
روزہ نماز و حج و زیارت فضول ہے
حجّت خدا کی، دین کا محافظ، او ابن سعد!
بیعت کرے یزید کی یہ تیری بھول ہے
علیؑ کشا کے ال کی طاقت تو دیکھئے!
اصغرؑ کی لاش ہاتھوں پہ مانند پھول ہے

کھو دو گی تم چچا کو بھی سمجھاتے تھے حسینؑ

پانی کی آس دیکھو سکینہ فضول ہے

انصار با وفا ہو، کہاں، آؤ اے حبیبؓ

تنہا عدو کی فوج میں جان بتولؑ ہے

اکبرؑ رہے نہ قاسمؑ و عباسؑ رہ گئے!

بولے حسینؑ اب مرا جینا فضول ہے!

نوحہ

علیؑ علیؑ ہے زباں پر کبھی حسینؑ حسینؑ

علیؑ کے ذکر کو آپ لغو سمجھتے ہیں!
ہم آپ ان کی فضیلت کو کیا سمجھتے ہیں
خدا سمجھتا ہے یا مصطفےٰ سمجھتے ہیں
نہیں سمجھتے جو ان کو خدا سمجھتے ہیں
علیؑ علیؑ ہے زباں پر کبھی حسینؑ حسینؑ

خدا نہیں ہے مگر وہ یہ کہ دگار تو ہے
یہ دو جہاں ہیں خدائی کا اعتبار تو ہے
جہاں ہیں دوشِ پیمبرؐ کا شہسوار تو ہے
رضائے حق پہ انھیں پورا اختیار تو ہے
علیؑ علیؑ ہے زباں پر کبھی حسینؑ حسینؑ

اُحد کی جنگ میں دیکھے عجب عجب کردار
کہیں ہے ذکرِ شجاعت، کہیں ہے ذکرِ فرار
زمیں سے تا بہ فلک ہے علیؑ علیؑ کی پکار
اُتر رہے ہیں ملائک لئے ہوئے تلوار
علیؑ علیؑ ہے زباں پہ کبھی حسینؑ حسینؑ

سمجھ سکا نہ زمانہ مقامِ اہلبیتؑ
کلامِ حق ہی سمجھئے کلامِ اہلبیتؑ
جگہ جگہ یہ سناؤ پیامِ اہلبیتؑ
کرو جہاں میں رائج نظامِ اہلبیتؑ
علیؑ علیؑ ہے زباں پہ کبھی حسینؑ حسینؑ

یہ وہ نہیں جنھیں دُنیا خرید سکتی ہے
یہ وہ ہیں جن کے تصدّق میں خلق پلتی ہے
سُنیں وہ جن کو محبّتِ علیؑ کی کھلتی ہے
قدم سے اُن کے شریعت نبیؐ کی چلتی ہے
علیؑ علیؑ ہے زباں پہ کبھی حسینؑ حسینؑ

نبیؐ کے ساتھ جو رہتے تھے اس زمانے میں
وہی تھے آلِ محمدؐ کا گھر جلانے میں
کچھ ایسے نام بھی شامل ہیں اس فسانے میں
حجاب آتا ہے اب تک ہمیں بتانے میں
علیؑ علیؑ ہے زباں پہ کبھی حسینؑ حسینؑ

دُعائے فاطمہؑ زہرا ہے جب تلک قائم
نہ رُک سکے گا کسی سے حسینؑ کا ماتم
سُنے زمانہ، ہے جب تک ہمارے دم میں دم
رکھیں گے یونہی بلند ہم حسینؑ کا پرچم
علیؑ علیؑ ہے زباں پہ کبھی حسینؑ حسینؑ

کسر کسی نے نہ چھوڑی ہمیں مٹانے میں
خدا ہی اپنا محافظ تھا ہر زمانے میں
یہ روک ٹوک ہے کیوں شہ کا غم منانے میں
یزید کیا ابھی زندہ ہے اس زمانے میں
علیؑ علیؑ ہے زباں پہ کبھی حسینؑ حسینؑ

نوحہ
المدد، المدد، یا علیؑ، یا علیؑ!

چاہتا ہے جہاں تیرا در چھوڑ دوں!
رُخ سوئے درِ کعبہ سے میں موڑ لوں
حق ہے حق کی قسم میں اگر یہ کہوں
تو مرا دین ہے، تو مری زندگی!
المدد المدد، یا علیؑ یا علیؑ!

کس طرح میں یہ عہد وفا توڑ دوں
بُت کی پوجا کروں، بت شکن چھوڑ دوں
سو دفعہ میں مروں، سو دفعہ میں جیوں
پھر بھی چھوڑوں نہ میں تیرا دامن کبھی
المدد المدد، یا علیؑ یا علیؑ!

کتنی دشوار ہو، کتنی ہی پُر خطر!
کچھ نہیں خوف مجھ کو نہیں کوئی ڈر
تو ہو بالیں پہ گر اے مرے راہبر
موت اپنا لوں میں چھوڑ دوں زندگی!
المدد المدد، یا علیؑ یا علیؑ!

خالقِ دو جہاں، یا خُدا، یا خُدا!
اشرف الانبیاء مصطفےٰ، مصطفےٰ!
ہم تو کہتے ہیں، کہتے رہیں گے سدا
تو نبیؐ کا وصی ہے، خدا کا ولی
المدد المدد، یا علیؑ یا علیؑ

مومنوں میں ترا ذکر دن رات ہے
ہر فرشتہ کے لب پہ تری بات ہے
مرحبا! کلِّ ایماں تری ذات ہے
ہے شفاعت کی ضامن تری دوستی!
المدد المدد، یا علیؑ یا علیؑ

تو ہی تو ہے نظر پھر رہی ہے جدھر!
تجھ میں خالق کی ہے ہر صفت جلوہ گر
نور تیرا ہویدا تھا افلاک پر!
منزلِ آب و گِل میں تھے آدمؑ ابھی
المدد المدد، یا علیؑ یا علیؑ

میرے خیبر کشا اے شہِ لافتیٰؑ!
خیبر و بدر و خندق کا ہے ذکر کیا
جب کبھی کفر تیرے مقابل ہوا
تو بڑھا، بڑھ کے اس کی کمر توڑ دی
المدد المدد، یا علیؑ یا علیؑ

رنگ چہروں کے یکسر بدل جاتے ہیں
اپنی ہی آگ میں آپ جل جاتے ہیں
دشمنوں کے کلیجے دہل جاتے ہیں
جب لگاتے ہیں ہم نعرۂ حیدریؑ
المدد المدد، یا علیؑ یا علیؑ

لاکھوں تسلیم مولا ترے نام پر!
ہے حکومت تری صبح پر! شام پر!
جب کبھی وقت پڑتا ہے اسلامؑ پر!
خود محمدؐ بھی پڑھتے ہیں نادِ علیؑ!
المدد المدد، یا علیؑ یا علیؑ

اے زہے بندگی ایسا سجدہ کیا
تو نے حق عبادت ادا کر دیا!
پھر ملک ہم نہ کیوں ٹھہرے سجدہ ترا
خانۂ حق میں تیری شہادت ہوئی
المدد المدد، یا علیؑ یا علیؑ

جتنی مشکل پڑی ہنس کے سب ٹال دی
شکر حق کا کیا، ہر نفس ہر گھڑی
اُٹھ سکی جب نہ میّت جواں لال کی
شہ نے سوئے نجف، مڑ کے آواز دی
المدد، المدد! یا علیؑ، یا علیؑ!

"تمام خلق کا خدمت گذار ہے پانی"

(انجمن ذوالفقار حیدری)

تمام خلق کا خدمت گذار ہے پانی!
رگوں میں خون بدن میں نکھار ہے پانی
گلوں میں حسن چمن میں بہار ہے پانی!
نمو کی بزم میں پروردگار ہے، پانی
نگاہِ خلق سے غائب جو ہے فضاؤں میں
امام غیب کا پھرتا ہے دم ہواؤں میں

شکوۂ دجلہ و فرات ہے پانی!
گلوں کی جان ہے شبنم کی ذات ہے پانی
میری زباں میں شہد و نبات ہے پانی
فنا کے شہر میں آبِ حیات ہے پانی!
یہ رُوح قالب کی ہے تشنگی کے قطروں میں
حیات بستی ہے اس کے لطیف قطروں میں!

کبھی مسیحا کے نسخے میں موجِ رحمتِ حق
کبھی مریض کی آنکھوں میں وجہِ سدِّ رمق
کبھی افق کی تراوٹ کبھی ہے رنگِ شفق
کبھی شراب کبھی شیخ کی جبیں کا عرق
کبھی الست کے مستوں کی رُوح مینا ہے
کبھی علی کا مہکتا ہوا پسینہ ہے!

جو پھونک دے کوئی اس کو بذلّت خواری
وہ غم میں ہو تو کرے پھر یہ اُس کی غمخواری
ہر اک مسلم و کافر سے ہے روا داری
نبیؐ و آلِ نبیؐ کا یہ فیض ہے جاری
جنابِ فاطمہؑ زہرہ کا مہر ہے پانی!
جو اُن سے بغض رکھے اس کو زہر ہے پانی

جو ریگِ گرم میں دم بھر نہ یہ کسی کو ملے
تڑپ کے قافلۂ تشنہ کام دم توڑے
جو کاروانِ مدینہ کی چھاگلوں میں رہے
عطش میں حُر سے رسالے کو زندگی بخشے

فرات میں ہے تو ارماں کسی نخزینہ کا
چچا کی مشک میں ہے آسرا سکینہؑ کا

دہم کی صبح کو یہ تشنگی کا عالم تھا
زباں کھتی اینٹھی ہوئی خشک خار دار گلا
بجوبات کرتے تھے لگتا تھا حلق میں نشتر سا
اجل کا وقت جو آیا بہادیئے دریا!

بڑھے جو سیل کی صورت اٹھا کے سینوں کو
ڈبا دیا عرق شرم میں لعینوں کو!

پڑا تھا جھولے میں ایک شیر خوار جان علی
یہ چھ مہینے کی جان اور بلائے تشنہ لبی
لگی تھی پیاس سے ہچکی ڈھلا تھا منکہ بھی
یہ ضعف تھا کہ نہ کھلتی تھی آنکھ اصغر کی!

بلکنا چاہتے تھے اور بلک نہ سکتے تھے!
حسینؑ یاس سے بچے کے منہ کو تکتے تھے!

سیاہِ شام کو صورت دکھا کے بچے کی!
کہا کہ وہ بھی سنے جو کہ ہے شقی سے شقی
یہ چھ مہینے کا گل رو یہ جان ننھی سی
ہمارے ساتھ ہے پامال جور تشنہ لبی

یہ دلِ یہ گل تر بہت پیاسا ہے!
قصور کچھ نہیں اور تین دن سے پیاسا ہے

یہ سُن کے سب نے جو دیکھا نظر اُٹھا کے اِدھر
شفق بھی رو دیئے دل تھام تھام کر اکثر!
کمان اتنے میں کھٹکی بپا ہوا محشر
گلے پہ تیر لگا مسکرا دیئے اصغر
حسین بولے اس زخم کے فدا بیٹا!
تمہاری پیاس بجھی حلق تر ہوا بیٹا

کوئی رفیق نہ ہمدم، نہ مونس و یاور
فقط صغیر کا لاشہ تھا اور داغِ جگر
علیؑ کی تیغ سے بولے امام جن و بشر
بس اب سنبھل کہ بناتے ہیں تربت اصغرؑ
یہ کہہ کے بار بلائے کہ تیر کھینچ لیا!
پسر کے حلق سے صابر نے تیر کھینچ لیا!

غضب کی بات ہے کہ یہ کلفتیں اُٹھائے حسینؑ
علیؑ کی تیغ سے خود ایک لحد بنائے حسینؑ
اُتارے قبر میں بیٹے کو باپ ہائے حسینؑ
بجز رضائے قضا کچھ نظر نہ لائے حسینؑ
نہ پاس چھڑکنے کو پانی پسر کی تُربت پر
چڑھائے آنسوؤں کے پھول ننھی تربت پر

خیال آپ جو تھا یاد آ گئے بھائی!
نگاہ آس ترائی سے جا کے ٹکرائی!!
زمیں لرز گئی غازی کی لاش تھرائی
تڑپ کے بنت النسا نیت یہ چلائی!

ارے فرات کے کم ظرف و بد گہر پانی!
نہ مل سکا علیؑ اصغر کو ڈوب مر پانی!

بازوئے مرتضیٰ مرحبا مرحبا مرحبا!

(انجمن حیدریہ)

جنگ عباسؑ غازی تھی ایک معجزہ — جس کی ہر ضرب باطل شکن حق نما
جوش کی ابتدا صبر کی انتہا! — شاہ ہر ضرب پہ دے رہے تھے صدا

بازوئے مرتضیٰ مرحبا! مرحبا! مرحبا! مرحبا!

جنگ عباس غازی پناہِ خدا — تخت و تاج یزیدی میں تھا زلزلہ
نازِ دینِ خدا جانِ مشکل کشاؑ — ہوگئی تھی مجسم علیؑ کی دعا

ابنِ شیرِ خدا مرحبا! مرحبا! مرحبا! مرحبا!

تھے یہ زہرا کی چاہت کے پالے ہوئے — ان کے انداز سب تھے نرالے ہوئے
صبر کا طوق گردن میں ڈالے ہوئے — ساتھ مشکِ سکینہؑ سنبھالے ہوئے

پھر بھی محوِ وغا مرحبا! مرحبا! مرحبا! مرحبا!

آئے جو ان کی زد پر وہ کیسے جئے! — کھیل بچپن کا تلوار ان کے لئے
یہ جلاتے ہیں اپنے لہو سے دیئے! — دیر تک شاہ یہ جنگ دیکھا کئے

عالمِ وجد تھا مرحبا! مرحبا! مرحبا! مرحبا!

نقش ان کی شجاعت کے ہر دل پہ تھے — کتنے غالب یہ اپنے مقابل پہ تھے
قافلے راہ میں اور یہ منزل پہ تھے! — آنکھ جھپکی تو عباسؑ ساحل پہ تھے

پاس کوئی نہ تھا مرحبا! مرحبا! مرحبا!

سرخرو ہے وفا نامِ عباسؑ سے — اُترے دریا میں پانی بھرا پیاس سے
بڑھ گئی پیاس پانی کے احساس سے — مڑ کے خیموں کو دیکھا عجب یاس سے

خود نہ پانی پیا مرحبا! مرحبا! مرحبا! مرحبا!

دوش پہ رکھ کے غازی نے مشک و علم — اپنے خیموں کی جانب بڑھائے قدم
فوج بھاگی جو تھی ہو گئی پھر بہم — مثلِ باراں برستے تھے تیرِ ستم

شیر بڑھتا گیا مرحبا! مرحبا! مرحبا!

وارثِ ہل اتیٰ کے تیر جونہی لگا بہہ گیا! — آبِ مشکِ سکینہؑ سے جب بہہ گیا
جس جگہ تھا قدم بس وہیں رہ گیا — جیسے مینارِ مسجد کوئی ڈھے گیا

اے امامِ وفا مرحبا! مرحبا! مرحبا!

شاہ ٹوٹی کمر کو سنبھالے ہوئے — بین کرتے ہوئے سوئے مقتل چلے
تم تو بھیا علمدار ہو فوج کے! — تم ہی بتلاؤ شبیرؑ اب کیا کرے

اے میرے کج ادا مرحبا! مرحبا! مرحبا!

عمر بھر تم نے بھائی کو مولا کہا — خود کو خادم کہا مجھ کو آقا کہا
تجھ کو عباسؑ بھائی کہو کیا کہا — مان لو آج عباسؑ میرا کہا

یہ ادب یہ وفا مرحبا! مرحبا! مرحبا

رونقِ بزمِ غم حیدری انجمن — ابنِ زہرا کا ماتم ہے جس کا چلن
ہم پہ مولا کا پرچم ہے سایہ فگن! — داد دینگی تمہیں فاطمہ اے حسن

خوب نوحہ کہا مرحبا! مرحبا! مرحبا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطعہ

تیرا جد وجہ دو جہاں ہے حسینؑ
اور تو دین کا پاسبان ہے حسینؑ
حق و باطل کے معرکے میں ظفر
تشنہ لب حق کا ترجماں ہے حسینؑ

انجمن عزاداران اہلبیت

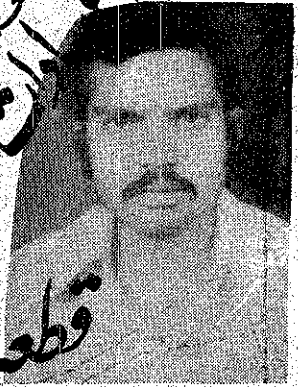

قطعہ

شبیرؑ ابتدا میں بھی ہے انتہا میں بھی ہے!
شامل مباہلے میں بھی ہے کربلا میں بھی ہے
میں تو ظفر حسنؑ و علیؑ کا غلام ہوں
آنکھیں نجف میں ہیں مری دل کربلا میں ہے

نوحہ

درسِ ایماں لے زمانہ حضرت شبیرؑ سے

(از ظفر عابدی)

درسِ ایماں لے زمانہ حضرت شبیرؑ سے
جس نے ہر فتنہ دبایا صبر کی شمشیر سے

صبر کی پھونکوں سے گُل کر دو چراغِ کفر کو
درس یہ ہم کو ملا ہے ابنِ خیبر گیر سے

اَللہ اللہ! آج بھی بہتا ہے وہ زیرِ زمیں!
کتنا شرمندہ ہے پانی اصغرؑ بے شیر سے

خون برساتا فلک سے غم سے کانپی تھی زمیں
جب چھدا تھا حلق اصغرؑ حرملہ کے تیر سے

خیمۂ اہلِ حرم میں ایک محشر ہو گیا!
آئے جب شبیرؑ رخصت کے لئے ہمشیر سے

جب سکینہؑ نے کہا زنداں میں بابا آ گئے!
کیا بنی دل پہ یہ پوچھو زینبؑ دلگیر سے

زندگی بھر گو بپا کرتے رہے ہیں مجلسیں!
جی نہیں بھرتا ہے پھر بھی ماتمِ شبیرؑ سے!

فاطمہؑ کے شیر کی تاثیر ہے یہ بھی ظفر
بوئے اکبرؑ آ رہی ہے آج بھی تکبیر سے

سلام

بصد خلوص و بصد احترام کہتے ہیں

(از ظفرؔ عابدی)

بصد خلوص و بصد احترام کہتے ہیں!
نبیؐ کے لال تجھے ہم سلام کہتے ہیں

جو تیرے غم میں چھلکتی رہے خدا کی قسم!
ہم ایسی آنکھ کو کوثر کا جام کہتے ہیں

جنھیں پسند ہے تیرا پیامِ خیرِ عمل!
حسینیتؑ کو حیاتِ دوام کہتے ہیں

وہ جس کے دم سے زمانے میں ہے وفا کا بھرم!
ہم اس جری کو وفا کا امام کہتے ہیں

حبیب ابن مظاہر کا مرتبہ دیکھو!
نبیؐ کی گود کے پالے سلام کہتے ہیں

وہ منہ دکھائیں گے کیا مصطفٰےؐ کو! حیدرؑ کو!
حسینؑ تم پہ جو رونا حرام کہتے ہیں

نبیؐ کے دین کو بخشی حیاتِ لہو نے!
حسینؑ تجھ کو پیمبرؐ سلام کہتے ہیں

تڑپ تڑپ کے مصائب پہ دخترِ شبیرؑ
سلام آپؑ پہ ذراتِ شام کہتے ہیں

ظفرؔ بحکمِ خدا سے ملائکہ اور رسلؑ
نبیؐ و آلِ نبیؐ کو سلام کہتے ہیں!!

نوحہ

حسینؑ درد کا عالم بسا لیا تو نے

(از ظفر عابدی)

حسینؑ درد کا عالم بسا لیا تو نے
رہِ رضا میں بھرا گھر لٹا دیا تو نے

ترے پیام نے توڑا جمود ذہنوں کا
زمانہ سویا ہوا تھا جگا دیا تو نے

یہ سچ ہے صبر کے جوہر دکھا کے عالم کو
چراغ کفر و ذلالت بجھا دیا تو نے

علیؑ کے شیر حسینیؑ سپاہ کے سالار
وفا کی موج کو دریا بنا دیا تو نے

نظر میں آ گئی کیا تشنگی سکینہ کی
جو بھر کے چلّو میں پانی بہا دیا تو نے

زمانے بھر پہ یہ احسان ہے ترا شبیرؑ
کہ جان دے کے بھی جینا سکھا دیا تو نے

اسیر رنج و محن ہو کے خواہر شبیرؑ
نشانِ ظلم و ستم کو مٹا دیا تو نے

مٹا کے نقش یزیدی کا ساری دنیا کو
حسینیتؑ کا سلیقہ سکھا دیا تو نے

ظفر سے دین نبیؐ کو یوں ہمکنار کیا
حسینؑ فتح کا ڈنکا بجا دیا تو نے

نوحہ

جس پہ نازاں ہے وفا ہے وہ نگینہ عباسؑ

(از ظفر عابدی)

جس پہ نازاں ہے وفا، ہے وہ نگینہ عباسؑ
مر کے سکھلا گئے جینے کا قرینہ عباسؑ

تن سے بازو بھی کٹے لاش بھی پامال ہوئی!
اپنا اس غم سے پھٹا جاتا ہے سینہ عباسؑ

حلقِ اصغرؑ پہ لگا تیرِ ستم بولے حسینؑ!
چھد گیا برچھی سے اکبرؑ کا بھی سینہ عباسؑ

اُس کو دُنیا کے مصائب کیا ستا پائیں گے بھلا
آپ کے غم کا ہو جس دل میں خزینہ عباسؑ

گو گوارا ہے مرے چھلنے ہیں مدد کو آؤ!
رو کے فریاد یہ کرتی ہے سکینہؑ عباسؑ

سوگواروں کے لئے ماتمِ سرورؑ کی قسم
ہر مہینہ ہے محرّم کا مہینہ عباسؑ

بین زینبؑ کے تجھے لے آؤ خدارا پانی!
منتظر در پہ ہے خیمے کے سکینہ عباسؑ

بنتی لشکر نہ اگر زینبِ مضطر کی ردا!
بچتا اسلام کا ہرگز نہ سفینہ عباسؑ

رخِ باطل پہ ظفرؔ آج بھی آ جاتا ہے!
تیری ہیبت کے تصوّر سے پسینہ عباسؑ!

سلام

سایۂ دامنِ زہرؑا ہے عزاداروں پر

(از ظفرؔ عابدی)

سایۂ دامنِ زہرؑا ہے عزاداروں پر
یہ عنایت ہے حسینؑ آپ کے غم خواروں پر
دشمنِ آلِ پیمبر ہیں ابھی تک نازاں

بغض و نفرت میں بجھی زہر کی تلواروں پر!

دیکھا آتے جو علم چھوڑ کے میدان بھاگے
خوف عباسؑ کا ایسا تھا ستمگاروں پر

غم سے دل تھام کے شہ بولے خدا خیر کرے
تیر آنے لگے زینبؑ کے جگر پاروں پر

ہائے زندان بلا میں بھی ہے دُرّوں کا ستم
ہے جفاؤں پہ جفا حق کے طلبگاروں پر

دلمیں اے ظالموں کچھ خوف خدا ہے کہ نہیں
بند کیوں پانی کیا شہ کے جگر پاروں پر

رو کے چلائی بجا کہ مرے پیارے عموّا!
جب سکینہؑ کے طمانچے لگے رخساروں پر

گھر جلے لٹ گئے ہائے بنے ہیں قیدی
ظلم کیا کیا نہ ہوئے حق کے طلبگاروں پر

آل اطہار کی تشہیر گلی کوچوں میں
لوٹ کر گر نہ پڑا چرخ ستمگاروں پر

طوق گردن میں ہے اور پاؤں میں دوہری بیڑی
ظلم ہوتا ہے کہیں ایسا بھی بیماروں پر

اے ظفر دن پہ جو ہوتے تو وہ رات ہو جاتا
وہ ستم توڑے گئے شاہ کے غم خواروں پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

روزِ محشر منحصر ہے میری بخشش آپ پر !
ہے گنہگاروں میں مولا آپ کے محشر کا نام

صاحبِ بیاض :-
سیّد وقار حسین زیدی

انجمن تنظیم حیدری

تعدادِ ممبران : ۳۵
35

کراچی
5/153

کربلا کیوں نہ جائیں ہم زاھد
کربلا راہ حق کی منزل ہے !

نوحہ

غم میں ڈوبا ہوا ہر اک دل ہے

(از زاہدؔ فتحپوری)

غم میں ڈوبا ہوا ہر اک دل ہے — ہائے کتنی اُداس محفل ہے
حرملا لعیں نے کیا کیسے زخمی ! — شہؑ کے ہاتھوں یہ کون بسمل ہے
پوچھئے کربلا کے ذرّوں سے — کون سبطِ نبیؐ کا قاتل ہے
جا رہا ہے وہ کاروانِ حرم — اب کجاوا ہے اور نہ محمل ہے
لاشِ اکبرؑ کی کس طرح اٹھے — ضعفِ پیری ہے باپ کا دل ہے
کوفہ و شام کی گھٹاؤں میں — اُمِّ لیلیٰ کا ماہِ کامل ہے
کربلا کیوں نہ جائیں ہم زاہدؔ
کربلا راہِ حق کی منزل ہے

نوحہ

"لیتے تھے جو کہ نامِ پیمبرؐ نماز میں"

(از انور حسین زیدی)

لیتے تھے جو کہ نامِ پیمبرؐ نماز میں
کاٹی انھوں نے گردنِ سرورؑ نماز میں
محسوس ہو رہا تھا یہ اکبرؑ کو دیکھ کر
جیسے کھڑے ہوئے ہوں پیمبرؐ نماز میں

سامانِ حرب پاس نہ تھا جن کے وہ لعین
برسا رہے تھے شاہ پہ پتھر نماز میں

ظالم نے ایسا وار کیا فرقِ شاہ پر!
پیشانیٔ حسینؑ ہوئی تر نماز میں

لاکھوں ستم ہزار مصائب کے باوجود
بخشش کی تھیں دعائیں لبوں پر نماز میں

وقتِ سحر رفیقوں سے تھا گھر بھرا ہوا
تنہا بوقتِ عصر تھے سرور نماز میں

عابد نے پوچھا کس کے تھے نانا بتا یزید!
آیا جو نام شافعِ محشر نماز میں!

پڑھ پڑھ کے کلمہ لشکرِ اعدا نے بر ملا
کاٹی تھی بوسہ گاہ پیمبرؐ نماز میں

دشتِ بلا میں ایک مسلمان کے ہاتھ سے
زخمی ہوا تھا دین کا رہبر نماز میں

انور میرے حسینؑ نے سجدے میں دے کے سر
قائم کیا ہے دینِ پیمبرؐ نماز میں!

نوحہ

کیا مٹا سکتا ہے دنیا میں کوئی سرور کا نام

(از محشر لکھنوی)

کیا مٹا سکتا ہے دنیا میں کوئی سرور کا نام
ذرے ذرے پر لکھا ہے سبط پیغمبرؐ کا نام!

حرؑ نے رکھی ہے جبیں اور مالک کونین نے
باب جنت رکھ دیا ہے شاہ دیں کے در کا نام

کہتے تھے عباسؑ مجھ کو دیجئے رن کی رضا
ڈوبنے دوں گا نہ مولا فاتح خیبر کا نام

یا دِ پیغمبرؐ دلوں میں حشر تک تازہ رہے
حق نے رکھا ہے اذاں میں اسلئے اکبرؑ کا نام

بولیں زینبؑ اکبرؑ و عباسؑ زندہ ہیں ابھی
کس میں ہمت ہے ذرا لے تو میرے چادر کا نام

تیر کھا کر مسکرائے رن میں اس انداز سے
بچے بچے کی زباں پر ہے علی اکبرؑ کا نام

جب کبھی روتا ہے کوئی اپنے پدر کی یاد میں
لب پہ آتا ہے تڑپ کے شاہ کی دختر کا نام

ٹکڑے ٹکڑے شدت غم سے ہوا جاتا ہے دل
جب کبھی آتا ہے زباں پہ شمر کے خنجر کا نام

یاس سے مڑ مڑ کے عابد دیکھتے تھے ہر طرف
جب سر دربار آیا زینبؑ مضطر کا نام

روزِ محشر منحصر ہے میری بخشش آپ پر
ہے گنہگاروں میں مولیٰ آپ کے محشر کا نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربانیوں کی سطح پہ سوچا کئے حسینؑ
انسان کی مشکلوں کا ازالہ تمام رات
(وصی فیض آبادی)

مختلف انجمنوں کے نایاب کلام

نازاں بہت ہیں کعبہ کی تعمیر پر خلیلؑ
ترتیب کربلائے معلیٰ تو دیکھئے

یاس سے مڑ مڑ کے عابد دیکھتے تھے ہر طرف
جب سرِ دربار آیا زینبؑ مضطر کا نام

روزِ محشر منحصر ہے میری بخشش آپ پر
ہے گنہگاروں میں موتی آپ کے محشر کا نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانیوں کی سطح پہ سوچا کیے حسینؑ
انساں کی مشکلوں کا مداوا تمام رات
(رضی فیض آبادی)

مختلف انجمنوں کے نایاب کلام

نازاں بہت ہیں کعبہ کی تعمیر پر خلیلؑ
ترتیب کربلائے معلیٰ تو دیکھئے

نوحہ

زندانِ شام میں جو سکینہ گذر گئی

زندانِ شام میں جو سکینہؑ گذر گئی! / اک غل ہوا کہ دخترِ شبیرؑ مر گئی
ماں کہتی تھی کہ ہائے کہاں ڈھونڈنے جاؤں / لوگو میں کیا کروں مری بچی کدھر گئی
ننھی سی جان سے نہ اٹھا صدمۂ فراق / بابا کو ڈھونڈتی ہوئی دادا کے گھر گئی
رو رو کے شہ کی یاد میں آخر کو جان دی / بچی نے جو زباں سے کہا تھا وہ کر گئی
مانگ اجڑی کربلا میں جلی کوکھ شام میں / تقدیر ساتھ ساتھ رہی ماں جدھر گئی

دو گز کفن بھی دے نہیں سکتی غریب ماں
کہنہ ردا جو سر پہ تھی وہ بھی اتر گئی

نوحہ

کرتی تھیں زینبؑ بکا، اکبرؑ غازی اٹھو

کرتی تھیں زینبؑ بکا۔ اکبرؑ غازی اٹھو / ہم ہوئے قیدِ جفا۔ اکبرؑ غازی اٹھو
لٹ گئے خیمے تمام۔ مر گئے بھائی امام / غش میں ہیں زین العبا۔ اکبرؑ غازی اٹھو
نرغۂ کفار ہے۔ فوجِ ستمگار ہے / اور رہیں ہم بے ردا۔ اکبرؑ غازی اٹھو
درّوں سے بچے مارتا۔ شمرِ لعین بے حیا / سوتے ہو میدان میں کیا۔ اکبرؑ غازی اٹھو
میرے نمازی اٹھو۔ شیرِ حجازی اٹھو / اٹھ کے بچا لو ذرا۔ اکبرؑ غازی اٹھو

سینے پہ کھا کر سناں ۔ چل دیئے سوئے جناں — میں ہوں اسیرِ جفا ۔ اکبرؑ غازی اُٹھو!
پالا تھا اٹھارہ سال ہم کو تو اے نونہال — اب تو خبر لو ذرا ۔ اکبرؑ غازی اُٹھو
عابدؑ بیمار ہے ۔ طوق گرانبار ہے — کرتے ہیں ظالم جفا ۔ اکبرؑ غازی اُٹھو
مسندِ خیر الانامؐ ۔ جل چکی ہے، اور خیام! — چھن چکی سر سے ردا ۔ اکبرؑ غازی اُٹھو
ثانیٔ جعفرؑ نہیں ۔ سبطِ پیمبرؐ نہیں — ہم تو خبر لو ذرا ۔ اکبرؑ غازی اُٹھو
تم پہ یہ دکھیا نثار ۔ کرتے تھے بیٹا سوار — قید میں جاتی ہوں آہ ۔ اکبرؑ غازی اُٹھو

سُن کے مقدس یہ بین روتا تھا فرقِ حسینؑ
کہتی تھی زینبؑ جو آہ ۔ اکبرؑ غازی اُٹھو

دے صبا جا کے رسولِ عربی کو یہ پیام!

(از سید شبیر حسین صاحب قتیل مرحوم لکھنوی)

دے صبا جا کے رسولِ عربی کو یہ پیام!
اے حضور آپ پر دُنیا کے درود اور سلام
سایۂ گنبدِ خضرا میں کہاں تک آرام
اُٹھیئے اُٹھیئے کہ عیاں حشر کے سامان ہیں تمام

غضبِ حضرتِ باری کی فراوانی ہے
سنگِ بُنیادِ زمیں کشتیٔ طوفانی ہے

زلزلے آتے ہیں پیہم دلِ گیتی ہے گداز!
سینۂ خاک سے آتی ہے بھیانک آواز!

اب نہیں زیر فلک امن کی راہیں کہیں باز
نظمِ عالم پہ زوال آتا ہے اے بندہ نواز
اپنے محور پہ چلے ارض یہ مقدور نہیں
تختۂ دنیا کا الٹ جائے تو کچھ دور نہیں

چھائی جاتی ہے جہاں پر دلِ مظلوم کی آہ
آندھیاں گوشۂ صحرا سے اٹھیں سرخ و سیاہ
خوں کے دھبے ہیں رخِ مہر پہ ماتم کے گواہ
پانی دریا کا اچھلتا ہے کہ خالق کی پناہ
دشت کی کنکریاں خون کی بو دیتی ہیں
شاخیں کاٹیں جو شجر سے تو لہو دیتی ہیں

منزلیں مارے ہوئے اک وطن آوارہ غریب
آکے ٹھہرا تھا لبِ نہر کی راحت ہو نصیب
پہلے اعدا کو ستانے کی یہ سوجھی ترکیب
اس کو رہنے نہ دیا چشمۂ جاری کے قریب
تاب و تب کا کوئی ساتھی جو گلہ کرتا ہے
پیکرِ صبر و رضا شکرِ خدا کرتا ہے

دہم ماہ محرم کی حکایت ہے سقیم!
دل ہوا جاتا ہے سینہ میں تصور سے دونیم
امتی بھول گئے آپ کی روشن تعلیم
شہر یار بخت ہوا مرتکب ذبح عظیم
پڑ گئی اوس شرافت کے گلستانوں پر
بجلیاں گر گئیں تہذیب کے کاشانوں پر

حوریں جنت سے نکل آئی ہیں کرتی ہوئی بین
شدتِ گریہ سے ہیں عرش پہ قدسی بے چین
خالقِ غیب ندا دیتا ہے باشیون و شین
"ربنا قد قتل" سبطِ رسول الثقلین
سر سے جبرئیل تو مندیل گرائے ہوئے ہیں
تو رہونٹوں سے سرافیل لگائے ہوئے ہیں

کہیں یہ کشورِ اسلام کا رہبر تو نہیں!
ناز ہے جس پہ چمن کو وہ گلِ تر تو نہیں!
دیکھئے دیکھئے یہ آپ کا دلبر تو نہیں
پسرِ فاطمہ لختِ دلِ حیدر تو نہیں!
کیوں زمیں شبیر کے نالوں سے ہلی جاتی ہے
شب سے کیوں نالۂ زھرا کی صدا آتی ہے

نوحہ

کربلا حاصل ہے ان کے خواب کی تعبیر کا

(از جناب مرزا صادق حسین صاحب شہید لکھنوی)

فخرِ ابراہیم ہے حسنِ عمل شبیر کا
کربلا حاصل ہے اُن کے خواب کی تعبیر کا
لُٹ رہی ہے کربلا میں کائناتِ زندگی
صبر دیکھا جا رہا ہے حضرتِ شبیر کا
حسنِ اکبر دیکھتے ہی ہر طرف یہ غل ہوا
دوسرا رُخ ہے رسول اللہ کی تصویر کا

عمر کی تفصیل عمل ہم کو یہ دیتی ہے سبق
فیصلہ تدبیر کے ہاتھوں میں ہے تقدیر کا

چہرۂ اکبرؑ میں ہے یوں جلوۂ نورِ نبیؐ
عکس جیسے آئینہ میں ہو کسی تصویر کا

صبر کے ہاتھوں سے کھینچی قلبِ اکبرؑ کی سناں
یہ اثر واللہ تھا بس فاطمہؑ کے شیر کا

صبرِ ایوبی نے چومے نقشِ پا تیرے حسینؑ!
یوں اٹھایا تو نے لاشہ اکبرؑ دلگیر کا

موت تجھ کو اضطرابِ قلبِ بانوؑ کی قسم!
گردنِ اصغر نہ ہو جائے نشانہ تیر کا

چشمِ قدرت تو لیتی ہے صبر تیرا اے حسینؑ
کھینچ لے ناوک گلوئے اصغرؑ بے شیر کا

اللہ اللہ کس قدر غمناک یہ منظر بھی تھا
کانپتے ہاتھوں پہ لاشہ اصغرِ بے شیر کا

خونِ اصغرؑ منہ پہ ملکے اے حسینؑ ابنِ علیؑ
رنگ پختہ کر دیا اسلام کی تصویر کا!

آخری سجدہ تہِ خنجر نہ کرتے گر حسینؑ
نام بھی لیتا نہ کوئی نعرۂ تکبیر کا

ایسا ہی انسانیت پر کر گئے احسان شہید
آج دنیا چومتی ہے نقشِ پا شبیرؑ کا

نوحہ

نہ مصطفےٰؐ کا ملا اور نہ مرتضیٰؑ کا جواب

(از مرزا صادق حسین شہیدؔ لکھنوی)

کہیں ملے نہ ملے ارضِ نینوا کا جواب
حسینؑ دل میں ہیں سینہ ہے کربلا کا جواب

اسیر ہوں درِ زہراؑ پہ دی فلک نے صدا
خدا کے بعد نہیں آپ کی عطا کا جواب

ثنائے حُرؑ کروں یا مدحِ اصغرِ بے شیر
نہ ابتدا کا ہے ممکن نہ انتہا کا جواب

یہ کہہ کے چلی تقدیرِ حُرؑ کو جانبِ شہ
حسینؑ دیں گے کرم سے تیری خطا کا جواب

ملائکہ میں صفِ انبیاء میں ڈھونڈ چکے
نہ مصطفےٰؐ کا ملا اور نہ مرتضیٰؑ کا جواب

جلال کہتا تھا ناصر اگر نہیں ہیں تو کیا
حسینؑ ہیں تن تنہا ہزارہا کا جواب

طوافِ روضۂ سرور جو روز کرتی ہے
ارم میں بھی نہیں ممکن ہے اس ہوا کا جواب

حسینؑ کہتے تھے محکم ہے میرا صبرِ جمیل
میں دے کے کیا کروں ظلمِ یزید کا جواب

سیاہ شام کے نام آوروں کے دل ٹوٹے
دیا تبسمِ اصغرؑ نے اس بلا کا جواب

چلے جو مرنے کو اکبرؑ تو ماں یہ چلائی
یہی ہے کیا مری جان میری مامتا کا جواب

اسیر ہو کے بھی اس عزم سے چلیں زینبؑ
کہ فتحِ کوفہ بنے فتحِ کربلا کا جواب

حسینؑ کہتے تھے آنکھوں میں ہے جہاں اندھیر
کہاں ہو دو علی اکبرؑ میری صدا کا جواب

شہیدؔ دونوں جہاں میں سوائے زینبؑ کے
ملا نہ ڈھونڈے سے عباسؑ کی وفا کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صاحب بیاض :- غلام عباس صاحب

شاعر انجمن

جناب سید شبیہ احمد انیس

نوحہ درحال امام زین العباد حضرت سجادؑ

"چالیسؔ برس روتے نہ کیوں عابدؑ مضطر"

از سید شبیہ احمد انیسؔ پہرسری نبیرہ جناب سید شبیر حسن جعفری نسیمؔ پہرسری مرحوم
(شاگرد رشید جناب داغؔ دہلوی مرحوم)

چالیسؔ برس روتے نہ کیوں عابد مضطر
تا عمر سمائے رہے آنکھوں میں وہ منظر
دیکھا تھا ان ہی آنکھوں سے گھر اپنا اُجڑتا
بے گور و کفن لاشے شہیدوں کے زمیں پر

دعوت کوئی دیتا تو یہ فرماتے تھے سجادؑ
گر مجھکو بلانا ہے تو مجلس تو بپا کر
ننھا سا کہاں اور کہاں تیر سہ پہلو
بیچین کئے رہتا تھا حالِ علی اصغرؑ

یہ پوچھتے تھے آتا تھا کوفے سے جو ملنے
فی النار ہوا یا نہ ہوا قاتلِ اصغرؑ
پامال ہوا لاشۂ عم زادؑ سنا جب
صد چاک رہا غم سے سدا قلب برادر

پھرتا ہی رہا آنکھوں میں بھائی کا وہ لاشہ!
برچھی تھی کلیجے میں انی سینہ کے باہر

کیا گزری دلِ سید سجادؑ پہ اُس دم!
جب لوٹا گیا بیبیوں کا مقنع و چادر
دیکھے تھے تو عاشور کو اُٹھتے ہوئے شعلے
تا عمر دھواں اُٹھتا رہا آہ میں ڈھل کر

کس مرد میں ہے حوصلہ بجز عابدِ بیمار!
ماں بہنوں کو جو دیکھے بلوہ میں کھلے سر
گذرے تھے کہاں رنج بہت پوچھا کسی نے
الشام ہی الشام کہا سر کو جھکا کر!

غش کھاتے تھے پڑتے ہی نظر کوئی ذبیحہ!
نظروں میں سما جاتا تھا عاشور کا منظر
ہر ایک نفس گریہ تھا یا طاعتِ معبود
اک لمحہ بھی راحت نہ انیسؔ آئی میسر

نوحہ در حالِ رخصتِ اہلبیتؑ کربلا سے مدینہ

زینبؑ نے کہا ضد نہ کرو عابدِ مضطر گھر جا کے کروں کیا؛

(از سید شبیہ احمد انیسؔ رہبری)

زینبؑ نے کہا ضد نہ کرو عابدِ مضطر۔ گھر جا کے کروں کیا
مر دالے تو سب سو گئے جنگل کو بسا کر۔ گھر جا کے کروں کیا

بن بھائیؑ کے گر سوئے وطن جائیگی زینبؑ، مر جائیگی زینبؑ
مُنہ اہلِ وطن کو بھلا دکھلائیگی کیونکر۔ گھر جا کے کروں کیا

تم جاؤ مجھے پوچھے جو کہہ دینا یہ واری، وہ درد کی ماری
آئی نہ وطن رہ گئی کربل میں یہ کہہ کر، گھر جا کے کروں کیا

بن بھائی کے ہرگز نہ وطن جاؤں گی بیٹا۔ پھٹتا ہے کلیجہ
ہر سمت نظر آئیں گے ویرانی کے منظر، گھر جا کے کروں کیا

سقائے سکینہؑ مرے بھائی کا دُلارا، اماں کا تھا پیارا!
سوتا ہے لب نہر وہ شانوں کو کٹا کر، گھر جا کے کروں کیا

بن بھائی کے یہ زندگی مجھ سے نہ کٹے گی۔ مرقد پہ رہوں گی
جاروب کشی کرتی رہوں گی یہاں رہ کر گھر جا کے کروں کیا

ماں چھوڑ دے اس بن میں بھلا کیسے اکیلا کہتی ہے یہ لیلےٰ
یاں سوتا ہے اٹھارہ برس کا مرا دلبر، گھر جا کے کروں کیا

بین بیوہ، بہو بیوہ، چھپے آنکھوں کے تارے فروا کے ہیں نالے!
جا سوئے وہ ارمانوں کو مٹی میں ملا کر، گھر جا کے کروں کیا

مجھ غمزدہ مادر کو نہ تربت سے چھڑاؤ۔ تم جاتے ہو جاؤ!
ڈر جائے گا تنہائی سے میرا علی اصغرؑ، گھر جا کے کروں کیا

بیٹھوں گی نہ میں سائے میں چھوڑوں گی نہ تربت، آجائے قیامت
یہ کہتی ہے کو کھ اجڑی ہوئی بانوئے مضطر، گھر جا کے کروں کیا

روتے تھے حرم اور انیس شہ ابرار، محشر کے تھے آثار!
سر پیٹ کے کہتی تھی جب زہراؑ کی دختر، گھر جا کے کروں کیا

چاندنی رات پہ مردنی چھا گئی !
کھو گیا چاند تاروں کا چین الوداع
تجھ سے زندہ ہے دینِ رسولِ خدا
تجھ سے روشن رُخِ مغربین الوداع
لاشِ فرزند عمر ضعیف الاماں
تشنہ لب ہے تو اخشک نین الوداع

آج شامِ غریباں کے ہیں تذکرے
آج روئیں گے ہم پوری رین الوداع
سر کھلے فاطمہ آ رہی ہیں نظر
رو رہے ہیں شہِ مشرقین الوداع !
اب تو ہیں بیڑیاں اور دار و رسن
اب کہاں غم کے ماروں کو چین الوداع
ہم جئیں گے تو اگلے برس روئیں گے
پھر سے ہوگا یہی شور و شین الوداع
ہر نظر پہ فرشتے بھی ہیں ہم نوا!
آرزو کر رہا ہے جو بین الوداع!

مسدس

(آرزو اکبر آبادی)

سرِ شبیرؑ کُجا ۔ نیزۂ بدکار کُجا
صفِ مظلوم کُجا ۔ اور رسن دار کُجا

نوحہ لوری شبِ عاشور

"اصغرؑ کو لوری دیتی رہی ماں یہ رات بھر"

(از سید شبیہ احمد انیس بہرسری)

اصغرؑ کو لوری دیتی رہی ماں یہ رات بھر
ہوتا جوان تو بھی جو اے بے زبان پسر
میں بھی نثار کرتی رہِ حق میں اک قمر!
یہ سوچ کر ہی پھٹتا ہے میرا دل و جگر
پوچھیں گی روزِ حشر جو زہراؑ کہوں گی کیا
راہِ خدا میں تو نے ربابؑ اپنا کیا دیا!

وقتِ مدد ہے سخت مصیبت میں ہے یہ ماں
مجبوریاں ہیں تم پہ مرے لال سب عیاں
میں کیا کروں بتاؤ مجھے جاؤں میں کہاں
کچھ معجزہ دکھا دو تمہاری صدقے میری جاں
مشکل کشا کے پوتے ہو بیٹے امام کے
ماں کے جو کام آؤ تو دلبر ہو کام کے

کیسا عجیب سوز لئے آج کی ہے رات!
ساکت ہوئی ہو جیسے کسی غم میں کائنات!

خاموشیوں کی گود میں سوتے ہیں شش جہات
کرتا نہیں ہے کوئی کسی سے بھی ایک بات
چہرے دمک رہے ہیں مگر اضطراب ہے!
جیسے کہ صبحِ حشر ہے روزِ حساب ہے!

ماں کی سنی جو اصغرِ ناداں نے گفتگو
دوڑا رگوں میں جوشِ شجاعت سے پھر لہو
ہنس کر کہا اشاروں سے بانوئے نیک خو!
اوروں کی طرح ہوں گی حضور آپ سرخرو
گر رن میں بابا لے گئے اور وقت مل گیا
آؤں گا فتح کر کے میں میدانِ کربلا!

حیراں تھی بانو پا کے اشاروں میں یہ پیام
دیکھا کہ ایسے ہاتھ چلاتا ہے تشنہ کام
جیسے چلا رہا ہو بہادر کوئی حسام
مشکل تھا ایسے وقت میں جھولے کا پھر قیام
انگڑائی ایسے لیتا تھا ہر بار وہ صغیر
جیسے کہ روکے کوئی جواں آگے بڑھ کے تیر

بیٹے سے جبکہ ماں کو امیدِ ثمر ملا
جھولے سے اپنی گود میں فوراً اٹھا لیا
اور پیار کر کے اصغرِ ناداں سے یہ کہا
ماں صدقے بے زبانی میں کیا کچھ نہ کہہ دیا
جاؤ گے رن میں کس طرح یہ سوچتے ہیں ہم
تم گھٹنیوں بھی چل نہیں سکتے ہو دو قدم

نوحہ

زینب نے کہا لوٹ گئے میرے سہارے

(از مجاھد لکھنوی)

زینب نے کہا لوٹ گئے میرے سہارے
جس جس پہ مجھے ناز تھا بچھڑے ہیں وہ سارے

کل تک تو بھرا گھر تھا اور اب کوئی نہیں ہے
پھٹتا ہے کلیجہ میرا اس درد کے مارے

کیا پھولا پھلا باغ تھا جو ہو گیا ویران
سب بیٹے بھتیجے ہوئے اللہ کو پیارے

اس عالمِ غربت میں چھٹا بھائی بھی میرا
ڈوبے ہیں کہاں ان کی قسمت کے ستارے

ہر سمت ہے تنہائی نہیں آس کوئی بھی
ایسے میں نہ ہمت کوئی کس طرح سے ہارے

ایک عابد مضطر ہے جو بیہوش ہے تب سے
کرتی ہوں دعا خیر سے اللہ گزارے

ہے کون جو آئے گا مدد کے لئے اس کی
دُرّے جو شقی عابد بیمار کو مارے

کیا کہہ کے میں دوں بالی سکینہ کو دلاسہ
عباس کو جب پیاس کی شدت میں پکارے

کس طرح سے بانو کو میں سمجھاؤں خدایا!

جس دم وہ تڑپ کر کہے اصغرؑ میرے پیارے
لیلاؑ جو کریں بین تو کیسے دوں تسلّی
اے میرے جواں لال میری آنکھوں کے تارے
اس وقت سکینہؑ کو میں کس طرح بچاؤں!
جب کوئی شقی آ کے طمانچے اُسے مارے
یہ صبر نہ تھا جنگ تھی زینبؑ کی مجاہد
جس راہ میں کہ ستم پیشہ ہر اک گام پہ ہارے

نوحہ

مصائبِ کربلا کے سُن کے جو آنسو نکلتے ہیں

(از انیسؔ پسروری)

مصائبِ کربلا کے سُن کے جو آنسو نکلتے ہیں!
دُرِ نایاب ہیں وہ نور کے سانچے میں ڈھلتے ہیں
خوش قسمت جو ہیں سرشارِ حُبِّ آلِ احمدؐ سے
جو اس سے دُور ہیں وہ سب کفِ افسوس ملتے ہیں
بغیرِ حُبِّ اہلبیتؑ ممکن ہی نہیں بخشش!
وہ عقبیٰ ہی کو کب سمجھے جو دُنیا سے بدلتے ہیں
دلوں پہ نقش کر جاتے ہیں وہ اپنی شجاعت کا
اگر بچے بھی اہلبیتؑ کے لڑنے نکلتے ہیں!
جونہی خیمہ سے ہمشکلِ نبیؐ نکلے گماں گزرا
بجائے اکبرؑ مہرو کے خود احمدؐ نکلتے ہیں

صاحب بیاض

اعجاز حسین

انجمن [illegible] آباد

تعداد ممبران ۲۰۰۰م

کراچی

شاعر انجمن حضرت عروج بجنوری

مُسَدَّس!

"یہ بین سکینہؑ کے کتھے بابا نہیں آئے"

(از حضرت عروج جگوزی)

کہتی تھی کہ دُنیا سے گذر جاؤں گی بابا
اور شام کے زنداں ہی میں مر جاؤں گی بابا
اب تم سے جُدا ہو کے کدھر جاؤں گی بابا
پارہ ہے جگر پھر بھی ٹھہر جاؤں گی بابا
یہ بین سکینہؑ کے تھے بابا نہیں آئے
کیوں اے پھوپھی اماں میرے بابا نہیں آئے

یارب میرے بابا پہ نہ مقتل میں جفا ہو
میں سوچ رہی ہوں کہیں ایسا نہ ہوا ہو
بابا کو نہ لشکر نے کہیں گھیر لیا ہو
قسمت میں میری داغ یتیمی نہ لکھا ہو
یہ بین سکینہؑ کے تھے بابا نہیں آئے
کیوں اے پھوپھی اماں میرے بابا نہیں آئے

شاید یہ مصیبت مری قسمت میں لکھی ہے
مقتل کی یہ ہیبت مری قسمت میں لکھی ہے
یہ ظلم کی شدت مری قسمت میں لکھی ہے
ہر لمحہ اذیت مری قسمت میں لکھی ہے

علیؑ کی بیٹی نے چھین دیا نہ خون حسینؑ!
ثبات و ہمت و جراُت کا ہے بیاں زینبؑ

وہ داغ دل پہ تھے جینا محال تھا لیکن
تھی اک سہارا اسیروں کے درمیاں زینبؑ

کبھی تو کوفہ کبھی شام اور کبھی دربار
پھری اسیری میں در در کہاں کہاں زینبؑ

بھتیجے بھانجے بیٹے نہ کوئی بھائی رہے
ہے ایک رنج و مصیبت کی داستاں زینبؑ

گذر کے کوفے سے بالوں سے منہ چھپائے ہوئے
چلی ہے شام میں دینے کو امتحاں زینبؑ

نبیؐ کا عزم علیؑ کا جلال عزم حسینؑ
تھی شام و کوفہ میں کس کس کی ترجماں زینبؑ

عروج دین کا ذکر حسینؑ سے ہے عروج
یہ عام کر گئی پیغام خستہ جاں زینبؑ

ماتم کیا ہے دنیا والو! ظلم سے نفرت کا اعلان

از عروج بجنوری

سلام

ماتم کیا ہے دنیا والو ظلم سے نفرت کا اعلان
مجلس کیا ہے شہ سے محبت اور عقیدت کا اعلان

حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، کفر ہے کیا، اسلام ہے کیا!
کرب و بلا میں شہؑ نے کیا ہے سب کی حقیقت کا اعلان

بوجھ گناہوں کا بھی بڑھا تو فکر نہیں ہے روزِ جزا!
اشکِ غمِ شبیرؑ کریں گے اپنی شفاعت کا اعلان!

کفر کی کوشش ہے یہ مسلسل ذکرِ شہِ دیں مٹ جائے!
ذکرِ شہِ دیں مٹ نہیں سکتا یہ ہے مشیّت کا اعلان!

چھین لیا عباسؑ نے دریا پھر بھی لبوں کو تر نہ کیا!
تشنہ لبی کے ساتھ کیا ہے اپنی شفاعت کا اعلان

نرغۂ اعدا میں بھی ہوا اک حشر بپا کہرام مچا؟
اصغرؑ کے ہونٹوں پہ تبسم تھا کہ قیامت کا اعلان

چھپ نہ سکے گا خونِ شہیداں تا بہ قیامت زینبؑ نے
شام کے بازاروں میں کیا اس طرح شہادت کا اعلان!

اُلفت اس کو کہتے ہیں اصحابِ حسینؑ کیا کہنا
خون کی تحریروں سے کیا ہے اپنی محبت کا اعلان!

خونِ شہیداں دوڑ رہا ہو جیسے ماتم داروں میں
آج بھی زنجیریں کہتی ہیں ان کی کرامت کا اعلان

مقتل میں جب شہ نے پکارا ہے کوئی میری نصرت کو!
گر گئے جھولے سے اصغرؑ یہ سُن کے امامت کا اعلان

کرب و بلا والوں کی کہانی ہم کو بتاتی ہے یہ عروج
سبطِ نبیؐ نے پھر سے کیا ہے دین و شریعت کا اعلان!

چاندنی رات پہ مردنی چھا گئی !
کھو گیا چاند تاروں کا چین الوداع
تجھ سے زندہ ہے دینِ رسولِ خدا
تجھ سے روشن رخِ مغربین الوداع
لاشِ فرزندِ عمرِ ضعیف الاماں
تشنہ لب ہے تو اخشک نین الوداع

آج شامِ غریباں کے ہیں تذکرے
آج روئیں گے ہم پوری رین الوداع
سر کھلے فاطمہ آ رہی ہیں نظر
رو رہے ہیں شہِ مشرقین الوداع !
اب تو ہیں بیڑیاں اور دار و رسن
اب کہاں غم کے ماروں کو چین الوداع
ہم جلیں گے تو اگلے برس روئیں گے
پھر سے ہوگا یہی شور و شین الوداع
ہر نظر پر فرشتے بھی ہیں ہم نوا !
آرزو کر رہا ہے جو بین الوداع !

مسدس

(آرزو اکبر آبادی)

سرِ شبیر کہاں — نیزۂ بدکار کہاں
صفِ مظلوم کہاں — اور رسن دار کہاں

تشنۂ معصوم کجا - دیدۂ خوں بار کجا
زینبؑ خستہ کجا - شام کا دربار کجا
طوق و زنجیر کجا عابد بیمار کجا

مومنو تم کو سناتا ہوں میں اک ایسا بیاں
جس کے سننے سے بگڑ جاتے ہیں سب کے اوساں
جلتے خیموں سے اٹھا ہائے جگر سوز دھواں
خطبۂ صبر کجا - کوفہ کا بازار کجا!
طوق و زنجیر کجا - عابد بیمار کجا!

قاسمِ خستہ جگر آہ حسنؑ کے مہ رو
تیرے سہرے کی نہ دیکھی کسی عالم میں نمو
چاند سے چہرے پہ ڈوبے ہوئے خوں میں گیسو
جسمِ معصوم کجا - گھوڑوں کی یلغار کجا
طوق و زنجیر کجا - عابد بیمار کجا!

دیکھو تصویر پیمبرؐ کی ہوئی خاک بسر
دلِ شبیرؑ ہے صد چاک پریشاں ہے نظر
اس ضعیفی میں جواں بیٹے نے توڑی ہے کمر
گھاؤ برچھی کا کجا - سینۂ سرکار کجا
طوق و زنجیر کجا - عابدؑ بیمار کجا

حرملا تجھ کو نہ شرمانے کا کچھ آیا خیال
خونِ اصغرؑ سے کیا ہے رخِ شبیرؑ کو لال
آج تاریخ کا ہے تجھ سے مسلسل یہ سوال

حلقِ معصوم کجا ۔ زہر کا سوفار کجا
طوق و زنجیر کجا ۔ عابد بیمار کجا!

کھوئی کھوئی سی بھٹی یوں بالی سکینہ کی نظر
جیسے ایک بھٹکا مسافر ہو سرِ راہ گذر
بے ردا آہ ہوا زینبؑ مظلوم کا سر

غمزدہ بالہ کجا ۔ شدّت افکار کجا
طوق و زنجیر کجا ۔ عابدِ بیمار کجا

پرزے پرزے ہوئے قرآن وفا کے پارے
ظلم کرتے ہوئے بدذات نہ یکسر ہارے
چھینے کانوں سے گہر اور طمانچے مارے

پنجۂ ظلم کجا ۔ پھول سے رخسار کجا
طوق و زنجیر کجا ۔ عابدؑ بیمار کجا

فاطمۂ زہرا کا آیا جو مزار اقدس
بولیں زینبؑ یہ بھتیجے سے ہوئی بیں بیکس
چھوڑ دو مجھ کو اکیلا کہوں گی ان سے بس!

ماں کی آغوش کجا ——— دختر لاچار کجا
طوق و زنجیر کجا ——— عابد بیمار کجا

قتل الحسینؑ بہ کربلا

(از آرزو اکبرآبادی)

چلا کربلا سے جو قافلہ ——— تو عجب نظارہ تھا حشر کا

کہیں سر کٹے کہیں گھر لٹا کھلے سر یہ کہتی تھیں فاطمہؑ
قتل الحسینؑ بہ کربلا

کہیں بہ چھیوں سے چھدا جگر کہیں سر بہ یارہ تھے دو پسر
تھے کہیں امام بھی نوحہ گر یہی شور تھا سر علقمہ
قتل الحسینؑ بہ کربلا

دل مصطفٰے کو تھی بے کلی صفِ انبیاء میں تھی کھلبلی
ہوا ذبح جب پسرِ علیؑ سرِ عرش گونج یہی صدا
قتل الحسینؑ بہ کربلا

کہیں تیر نکلے کمان سے کہیں خون بہتا تھا کان سے
کہیں ہونٹ تر تھے زبان سے کہیں بیڑیوں کی تھی یہ صدا
قتل الحسینؑ بہ کربلا

کہیں جبرئیل تھے سرنگوں کہیں اہل عرش تھے بے سکوں
میں بیان کیسے یہ غم کروں میرے ساتھ روتے ہیں انبیاء
قتل الحسینؑ بہ کربلا

یہی کہتا پھرتا تھا ہر شقی چھری حلق شاہ پہ چل گئی
نہ ہو لوٹنے میں ذرا کمی! یہاں مال و زر کی کمی ہے کیا
قتل الحسینؑ بہ کربلا!

کسی جب رکاب حسینؑ نے تو سکینہؑ آگئی سامنے
کوئی کیسے حال بیاں کرے تھی رسولؐ زادی کی یہ صدا
قتل الحسینؑ بہ کربلا

رکا جب غریبوں کا قافلہ تو جناب شبیرؑ نے یہ کہا

حکم ہو جائے تو اس شان سے پانی لاؤں
کھینچ کر موجۂ کوثر کی روانی لاؤں

نہ تفکر نہ تردد نہ تکلف کیجئے
آپ کو میری قسم ہے نہ تاسف کیجئے
مجھ نمک خوار پہ احسان و تلطف کیجئے
حکم دینے میں نہ سرکار توقف کیجئے

موت کے سر پہ قدم رکھ کے گذر جاؤں گا
اک مشکیزہ تو ہر حال میں بھر لاؤں گا

اس ارادے کو نہ تبدیل کروں گا آقا
مقصد زیست کی تکمیل کروں گا آقا
آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا آقا
ایک نئے دور کی تشکیل کروں گا آقا

آپ کی ذات میں ہیں صبر و رضا کے معنی
میں بتاؤں گا زمانے کو وفا کے معنی

شاہ نے جب یہ علمدار کی سن لی تقریر
جس کے ہر لفظ کے ہر حرف میں تھی ایک تاثیر
رو کے فرمایا کہ ہاں اور نہیں کچھ تدبیر
دیکھئے اور دکھاتی ہے ہمیں کیا تقدیر

کیونکہ اس پالنے والے کا ہے منشا کربلائے حسین
امتحان گاہ میں منظور رہے صابر ہے حسین

تم چلے جاؤ گے رہ جائیں گے اک ہم تنہا
رنج پہ رنج سہے جائیں گے اک ہم تنہا
آہ کس کس کا کئے جائیں گے ماتم تنہا
ہم سے اُٹھے گا بہتّر کا نہ یہ غم تنہا
کیا تمہیں بن کی بلاؤں کے حوالے کر دوں
شمع روشن کو ہواؤں کے حوالے کر دوں

ہم نے سوچا تھا کہ جب وقت اجل آئے گا
ہم کو کیا فکر کہ بھائی ہمیں دفنائے گا
لاش کو نرغۂ اعدا سے اُٹھا لائے گا
قبر پر گل نہ سہی اشک تو برسائے گا
کیا خبر تھی کہ چلے جاؤ گے ہم سے پہلے
پاؤں تم گور میں پھیلاؤ گے ہم سے پہلے

تم چمن زارِ وفا کے گلِ نو رستہ ہو
گل ہو یا مختلف اوصاف کا گلدستہ ہو
بھوک اور پیاس میں ہر چند بہت خستہ ہو
پانی لانے کے لئے پھر بھی کمر بستہ ہو
اس ضعیفی میں کمر توڑ کے بھیّا جاؤ
تم کہا سوچ کے آئے ہو تو اچھا جاؤ

جاؤ بھائی تمھیں اللہ و نبیؐ کو سونپا!
لو تمہیں سایۂ دامانِ علیؑ کو سونپا!
جو سبھی کا ہے خدا اس کے ولی کو سونپا!
یعنی ہم جس کی امانت ہو اسی کو سونپا!

ہم تو ہر حال میں ہیں صابر و شاکر عباسؑ
تو علمؑ اور خدا حافظ و ناصر عباسؑ

علم تمہارا تھا عباسؑ اور تمہارا ہے

(انجمن العباسؑ)

علم تمہارا تھا عباسؑ اور تمہارا ہے
یہی ہے دین ہمارا یہی سہارا ہے!

چلے ہیں نہر کی جانب علم لئے عباسؑ
قضا یہ کہتی ہے قدموں میں سر ہمارا ہے
پہنچ کے نہر پہ غازی نے بڑھ کے للکارا
ہمارا نام ہے عباسؑ یہ گھاٹ ہمارا ہے
میں اس کا لال ہوں جس کا ہے نام مولا علیؑ!
اسی نے ہاتھوں سے خیبر کا در اکھاڑا ہے
مجھے ہے فخر میں اس کا پسر ہوں عالم میں
بہ وقت جنگ سب ہی نے جسے پکارا ہے
میں وہ ہوں جس کے لئے فاطمہؑ نے فرمایا
میں روز حشر کہوں گی یہ لال ہمارا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

صاحب بیاض :- محمد عابد
شاعر انجمن : عشرت آفریں صاحبہ
معاون صاحب بیاض
نسیم حیدر - ناصر حسین - قمر عباس

انجمن ماتمی سکندرآباد

تعداد ممبران 3200

جنرل سکریٹری
جناب گوہر حسین صاحب

نوحہ

یوں شہ گئے نبیؐ کا مدینہ اُجڑ گیا

یوں شہ گئے نبیؐ کا مدینہ اُجڑ گیا
روتے ہیں لوگ خانۂ زہراؑ اُجڑ گیا

آہ ماں لئے چلے گئے اکبرؑ شباب کے
اک پل میں ماں کا باغ تمنا اُجڑ گیا

غمگین ماں سے بولے کڑکتے ہوئے کماں
بانوؑ تمہارے لال کا جھولا اُجڑ گیا

بیٹھی ہیں شاہزادیاں سر ننگے خاک پر
گھر فاطمہؑ کا دشت میں کیسا اُجڑ گیا

مقتل میں ایک چھوٹی سی بچّی کی تھی صدا
بابا شہید ہو گئے خیمہ اُجڑ گیا

ایسی بھری بہار میں بادِ خزاں چلی
اک دوپہر میں گلشن زہراؑ اُجڑ گیا

طائر نے آکے فاطمہؑ صغریٰ سے کہہ دیا
بی بی تمہارا دشت میں کنبہ اُجڑ گیا

بانوؑ پکاریں دولہا کی صورت تو دیکھ لو
کبریٰ اٹھو سہاگ تمہارا اُجڑ گیا

شبیرؑ تو بسا گئے صحرا کو آفریں!
محلِ یزید دیکھ لو کیسا اُجڑ گیا!

نوحہ

چونک کر شب کو بولی سکینہؑ آج بابا کو جانے نہ دوں گی

چونک کر شب کو بولی سکینہؑ آج بابا کو جانے نہ دوں گی
میرے لینے کو آئے تھے بابا آج بابا کو جانے نہ دوں گی

قفلِ زنداں کا کھلوائیں گے وہ، صبح تک مجھکو لے جائینگے وہ
کر رہے تھے ابھی مجھ سے وعدہ، آج بابا کو جانے نہ دوں گی

جب سے چھوٹا ہے بابا کا سینہ، چین سے سو نہ پائی سکینہؑ
مجھ کو بھولے تھے کیا میرے بابا آج بابا کو جانے نہ دوں گی

مجھ کو آتی ہے بابا کی خوشبو میرے دامن پہ ہیں اُن کے آنسو
زخم کانوں کا روروکے دکھاتی آج بابا کو جانے نہ دوں گی

ڈھونڈھ لوں گی میں ان کو خدایا کوئی تھوڑا سا کردے اُجالا
تھے ابھی قید میں میرے بابا آج بابا کو جانے نہ دوں گی

پا کے اصغرؑ کو ہم کو بھلایا خوب آنے کا وعدہ نبھایا
کیا محبت کا یہ تھا تقاضہ، آج بابا کو جانے نہ دوں گی

اتنی مدت میں صورت دکھائی اب انھیں یاد بیٹی کی آئی!
چھوڑے جاتے ہیں کیوں مجھ کو تنہا آج بابا کو جانے نہ دوں گی

میرے بابا میرے پاس آؤ اپنے سینے سے مجھکو لگاؤ
اب بہت مضطرب ہے سکینہؑ آج بابا کو جانے نہ دوں گی

کہہ رہے تھے ابھی میری دلبر یاد کرتا ہے ہم کو برادر!
آج ساماں رہائی کا ہوگا آج بابا کو جانے نہ دوں گی

"بڑھتے چلو حسینؑ کا پرچم لئے ہوئے"

از کیف بنارسی

(اس کلام کو تاجدار نقوی اور فرخ رضا نے پڑھا ہے)

یہ پرچم بلند نبیؐ کا نشان ہے
راہ خدا میں حق کے ولی کا نشان ہے
کچھ بیکسوں کی تشنہ لبی کا نشان ہے
یعنی حسینؑ ابن علیؑ کا نشان ہے

سوز یقیں عزائم محکم لئے ہوئے
بڑھتے چلو حسینؑ کا پرچم لئے ہوئے

پوری نہ ہو سکی جو سکینہؑ کی آرزو!
عباسؑ نامدار کا دل تھا لہو لہو
غازی کی ہو رہی تھی جو تو قیر چار سو
جان دے کے اس علم کی بڑھائی بھی آبرو

سوز یقیں عزائم محکم لئے ہوئے
بڑھتے چلو حسینؑ کا پرچم لئے ہوئے

سرورؑ نے راہ حق میں شہادت قبول کی
یہ یادگار خاص ہے دیں کے اصول کی
ملتی ہے اس کے سائے میں الفت رسولؐ کی
چلتی ہیں اس کے ساتھ دعائیں بتولؑ کی

سوز یقیں عزائم محکم لئے ہوئے
بڑھتے چلو حسینؑ کا پرچم لئے ہوئے

عابدؑ یہ بولے میں تو ہوں بیمار کربلا
اب آپ ہی ہیں قافلہ سالار کربلا
ہم سب ہیں وارث غم کردار کربلا
عظمت یہی ہے اور یہی کردار کربلا!

سوز یقیں عزائم محکم لئے ہوئے
بڑھتے چلو حسینؑ کا پرچم لئے ہوئے

زینبؑ یہ بولیں رنج اٹھاتے ہوئے چلو
اب انتہائے صبر دکھاتے ہوئے چلو
روداد کربلا کی سناتے ہوئے چلو
قاتل کا نام سب کو بتاتے ہوئے چلو

سوز یقیں عزائم محکم لئے ہوئے
بڑھتے چلو حسینؑ کا پرچم لئے ہوئے

نوحہ

صغراؑ کو جاکے دے گی پرسا غریب زینبؑ

(از ابرار شمیم)

صغراؑ کو جاکے دے گی پرسا غریب زینبؑ
جاتی ہے اب مدینہ دکھیا غریب زینبؑ

ماں جائے الوداع لو! ماں جائی جا رہی ہے
شبیرؑ دے رہی ہے مُجرا غریب زینبؑ
اللہ کسی بہن کو منظر نہ یوں دکھائے
بھائی کا تو نے لاشہ دیکھا غریب زینبؑ

آئی تھی جب وطن سے تھے ساتھ میں برادر
جاتی ہے اب وطن کو تنہا غریب زینبؑ
اکبرؑ کے جب جگر میں برچھی لگی ستم کی
تو نے یہ کیسے دیکھا منظر غریب زینبؑ

ہے منحرف زمانہ غربت ہے بیکسی ہے
جا کے کسے سُنائے بپتا غریب زینبؑ
شیرِ خدا کی بیٹی لاکھوں سلام تجھ پر!
ہوتا رہے گا یونہی پرچا غریب زینب

لوری

"سو جا میرے اصغرؑ پیارے"

سو جا میرے راج دلارے
سو جا میری آنکھ کے تارے
میری آشاؤں کے منارے
ممتا کے قرآن کے پارے
سو جا میرے اصغرؑ پیارے

بھولی بھالی سُندر صورت!
میرے من مندر کی مورت
آنکھ میں کوثر رُخ پہ جنت
لوری سُنائیں چاند ستارے
سو جا میرے اصغرؑ پیارے

جھلسا جھلسا چاند سا مکھڑا کھویا کھویا حسن سراپا
سمٹا سمٹا بہتا دریا! پیڑائے لب پیاس کے مارے
سو جا میرے اصغرؑ پیارے

اے ننھے بلوان سپاہی آنکھیں لینے لگی جماہی
پھیل گئی کاجل کی سیاہی نیند کھڑی تجھ کو چمکارے
سو جا میرے اصغرؑ پیارے

کروٹ کروٹ پر تڑپن ہے تیز بہت دل کی دھڑکن ہے
میری جان کیسی الجھن ہے سانس کے دھارے ہیں اڑ گارے
سو جا میرے اصغرؑ پیارے

اٹھنے کو ہے رات کا ڈیرہ! ہونے کو ہے اب تو سویرا
ڈوب رہا ہے کیوں دل میرا تو بھی بتا اے صبح کے تارے
سو جا میرے اصغرؑ پیارے

اپنا دل گہوارہ بنا کر لوری سنائے ذاکرِ مضطر
اے بے شیر مجاہد اصغرؑ نیند کو تو اب بھی للکارے
سو جا میرے اصغرؑ پیارے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

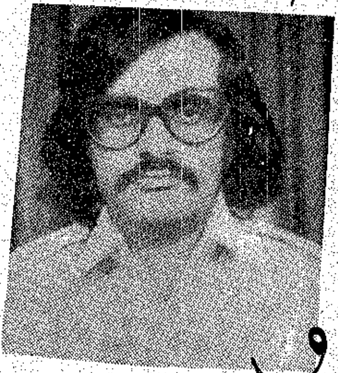

ایک نیا سلسلہ

مجموعہ تاریخی مناظرہ جات

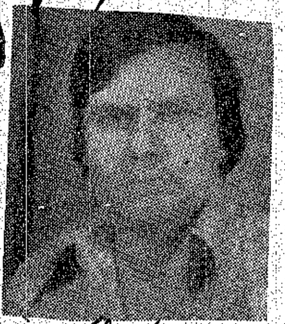

قطعہ

کیا حکومت نے دیا خطبۂ زہراؑ کا جواب!
کہہ رہی ہے پڑھو تاریخ یہ چشمِ پُرآب!
بطنِ معصومہؑ میں محسنؑ نے شہادت پائی!
زوجۂ فاتحِ خیبر پہ گرایا گیا باب!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وفات جناب سیدہؑ پر نوحہ

"میّت پہ علیؑ کہتے تھے باگریہ و زاری اے فاطمہ زہراؑ"

میّت پہ علیؑ کہتے تھے باگریہ و زاری اے فاطمہ زہراؑ
افسوس کہ کچھ عمر نے تم سے نہ وفا کی اے فاطمہ زہراؑ

میں سمجھا تھا، تم ہوگی مری عمر کی ساتھی دھوکا تھا غلط تھی
انساں کو کیا علم مشیّت کا خدا کی اے فاطمہ زہراؑ

لے لی جو عطا کی تھی مجھے نعمتِ عظمیٰ، رونا ہے اسی کا
ورنہ ہمیں کیا دخل ہے مرضی میں خدا کی اے فاطمہ زہراؑ

تم نے وہ کیا مجھ سے جو کچھ حق وفا تھا اور میرا لکھا تھا
مجھ سے نہ ادا حقِ رفاقت ہوا کوئی اے فاطمہ زہراؑ

اس رنج میں بچوں کو میں سمجھاؤں کہ جی کو، کچھ منہ سے تو بولو!
انساں ہوں دل رکھتا ہوں کس سے کہوں دل کی اے فاطمہ زہراؑ

حسنینؑ ادھر غش ہیں، ادھر زینب و کلثوم ہے روتی اک دم
بے ماں کے ہوئے کیوں نہ کریں گریہ و زاری اے فاطمہ زہراؑ

سمجھاؤ انہیں دیر سے گھبراتے ہیں بچے، غم کھاتے ہیں بچے!
دو اٹھ کے ذرا اپنے یتیموں کو تسلی، اے فاطمہؑ زہراؑ

مشک لے کے سوئے فردوس ہوئے آپ رواں میں رہی تشنہ دہاں
تم نے پانی کے لئے خون بہایا اپنا مرے مظلوم چچا

میرے کہنے سے سوئے نہر سدھارے عموّں میرے پیارے عموّں!
میرے باعث سے تجھے یہ نہ ڈرا پایا مرے مظلوم چچا

میں جو یہ جانتی مشکیزہ اٹھانے دیتی نہ تمہیں جانے دیتی؟
کیا کہوں اس کو یہی تھا مری قسمت کا لکھا مرے مظلوم چچا

کیا ہوا تجھ کو مری پیاس بجھانے والے، غم اٹھانے والے
گود میں لے کے مجھے کون دلاسا دے گا مرے مظلوم چچا

اوڑھنی اپنی کفن کیلئے بھجواتی ہوں، یہی غم کھاتی ہوں
تیرے لاشے پہ تصدق نہ ہوئی یہ دکھیا مرے مظلوم چچا

کیجئے عموّ سے یہ شوکت کی سفارش بی بی کوئی غم ہو نہ کبھی
مدح خواں ہے یہ ترا اس کی مدد پہ رہنا مرے مظلوم چچا!

"نوحہ در شہادت حضرت علی اکبرؑ"

"پروان چڑھا لوں، کوئی ارمان نکالوں"

پروان چڑھا لوں کوئی ارمان نکالوں
ٹھہرو علی اکبرؑ تمہیں دولہا تو بنا لوں

پھل برچھی کا کھائے ہوئے سوتے ہو زمیں پر
اے لال کلیجے کو میں کس طرح سنبھالوں

شاید یونہی تھم جائے لہو زخم جگر کا
اٹھو علی اکبرؑ میں کلیجے سے لگا لوں

اے لال ترے بیاہ کی زینبؑ کو ہوس تھی!
ان خون بھرے ہاتھوں میں مہندی تو لگا لوں

یوں گھر سے مرے لال کو لیجائیں نہ حضرت
سایہ کریں آنچل کا میں بہنوں کو بُلا لوں

اِتنا بھی نہ سوچے کہ کلیجہ ہے یہ ماں کا
غربت میں دیا داغ جوانی کا بُلا لوں

ق

ٹھہراؤ جنازہ مجھے حسرت تو نہ رہ جائے
ارمان بھرے لال کا ارمان نکالوں!

پہنا کے ذرا دیکھ لوں پوشاک شہانی!
تابوت پہ پھولوں کا میں سہرا تو چڑھا لوں

شوکت پہ ذرا رحم کر اے موت ٹھہر جا!
آنکھوں سے مزار شہِ مظلوم لگا لوں

نوحہ در شہادت حضرت علی اصغر علیہ السلام

نادان سمجھتے، مہمان سمجھتے!

نادان سمجھتے، مہمان سمجھتے — اصغرؑ تجھے بیدرد مسلمان سمجھتے
یہ زخم نہ پڑتا کبھی بانوؑ کے جگر پہ — ظالم تجھے گر فاطمہؑ کی جان سمجھتے

میداں میں اصغرؑ تمہیں گر جانے نہ دیتی   کیا تیر وہ دیں دل میں مری جان سمجھتے
کافر ہیں ستمگر کہ نہ کی قدر تمہاری   ہوتے جو مسلمان تو ایمان سمجھتے
اصغرؑ تجھے غربت میں دغا دیکے نہ جاتے   دائی کو جو جی جان سے قربان سمجھتے
کیا سمجھو گے تم درد ابھی بانوؑ کے دل کا   ہشیار جو ہوتے تو مری جان سمجھتے
اس عمر کا حیوان کبھی نہیں ذبح کے قابل   اے کاش ستمگر تجھے انسان سمجھتے!
بیدرد لعیں صاحبِ اولاد نہ ہوں گے   ورنہ مری حسرت مرے ارمان سمجھتے

گر جانتے سب مرتبہ مداح کا شوکت
اقلیم سخن کا مجھے سلطان سمجھتے

نوحہ

"پکاری بانوؑ مضطر علی اکبرؑ علی اصغرؑ"

پکاری بانوؑ مضطر علی اکبرؑ، علی اصغرؑ
کیا کیا ستم تجھ پہ، علی اکبرؑ، علی اصغرؑ
بناؤں کس کو میں دولہا بڑھاؤں دودھ اب کس کا
گئے تم تو دغا دے کر علیؑ اکبر، علی اصغرؑ
مرے تشنہ دہن بچو! میرے گل پیرہن بچو!
پڑے ہو جلتی ریتی پہ علی اکبرؑ علی اصغرؑ
اٹھو اے نیند کے ماتو سنبھالو دکھ زدی ماں کو
موئی جاتی ہے یہ مادر علی اکبرؑ علی اصغرؑ
نہ آفت سر سے ٹلتی ہے نہ جان اپنی نکلتی ہے
عجب مشکل میں ہے مادر علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

مرے صاحبِ شرف بچو مرے دلدار بچو!
کہاں جاؤں تمہیں کھو کر علی اکبرؑ علی اصغرؑ

"شہید ہو گئے اصغر اُجڑ گیا جھولا"

شہید ہو گئے اصغر، اُجڑ گیا جھولا!
جھلا رہی ہے تصور میں مامتا جھولا

قضا کی نیند اسے آگئی ہے مقتل میں
وہ شیر خوار کہ آباد جس سے تھا جھولا

نہ لوریوں کی صدائیں ہیں اب نہ رونے کی
گیا صغیر تو ویران ہو گیا جھولا

کسے گمان تھا کرب و بلا کے جنگل میں
جلا کے خیموں کو لوٹیں گے اشقیا جھولا

نہ لائیں اصغرؑ بے شیر کو جو ماں ہمراہ
نہ ساتھ آتا مدینے سے کربلا جھولا

سپرد بچے کو کر آتیں اپنی صغریٰ کے
جھلاتی اس کو تو شب روز فاطمہؑ جھولا

بہل ہی جاتا کسی طرح چھوٹ کر ماں سے
یہ سچ ہے دیتا نہ آغوش کا مزہ جھولا

سفر کے وقت یہ اصرار بھی تھا صغریٰ کا
نہ لے کے جاؤ خدارا صغیر کا جھولا!

تمہارے بعد بہل جاؤں گی میں اصغرؑ سے
جھلا جھلا کے گزاروں گی بھائی کا جھولا

سفر میں دے گئے فرقت کا داغ اصغرؑ بھی
گئے ہیں جب سے وہ ویران ہو گیا جھولا

عجب ہے معرکۂ حق میں قتل اصغرؑ بھی
اسی عظیم شہادت کی ہے بقا جھولا

مگر چلی تھی برائی بھی ساتھ قسمت کی
وطن سے ہمسفر ساتھ جب چلا جھولا

پسند آگئی آغوش کربلا ان کو!
ہوئی ہے گود بھی خالی ٹھہر گیا جھولا

جو سنگدل ہیں عجب ہے وہ کیا کریں احساس
کہ اہلِ دل کو دلاتا ہے یاد کیا جھولا

نوحہ شہادت امامِ مظلوم علیہ السلام

"نوحہ یہ عابدؑ کا تھا، بال نہ کھولو پھوپھی"

نوحہ یہ عابدؑ کا تھا، بال نہ کھولو پھوپھی
بہرِ شہِ کربلا، بال نہ کھولو پھوپھی

دو گی اگر بد دعا، ہو گی قیامت بپا
مان لو میرا کہا، بال نہ کھولو پھوپھی

رنج ہے راحت مجھے، قید ہے عزت مجھے
ہونے دو مجھ پہ جفا، بال نہ کھولو پھوپھی

اُمتِ خیر الوریٰ، ہو گی اسیرِ بلا
کرتی ہو غصے میں کیا، بال نہ کھولو پھوپھی

یاد کرو شہ کا غم، سہہ گئے کیا کیا ستم!
تم بھی اُٹھا لو جفا، بال نہ کھولو پھوپھی

دھیان شفاعت کا ہے، کام یہ اُمت کا ہے
دل کو سنبھالو ذرا، بال نہ کھولو پھوپھی

غم سے نہ دلگیر ہو، خواہرِ شبیرؑ ہو!
صبر سے خوش ہے خدا بال نہ کھولو پھوپھی

کام ہے یہ دین کا، بن کے بگڑ جائے گا
ہو گی قیامت بپا، بال نہ کھولو پھوپھی

عرش کو ہے زلزلہ، روتا ہے سرشاہ کا
ڈال لو سر پہ ردا، بال نہ کھولو پھوپھی
روتے تھے شوکت وہ سب کہتے تھے سجاد جب
جان ہو میری فدا، بال نہ کھولو، پھوپھی

نوحہ دربیان حاضری ـ "شام غریباں"

رو کے سمجھاتی تھی عمّو کی زوجہ بھوکے پیاسے کی یہ حاضری ہے
بی بیو اس کو تم رد نہ کرنا بھوکے پیاسے کی یہ حاضری ہے
مجھ کو تقدیر کب لے کے آئی ہو گئی جب کہ سب کی صفائی
خوان آکے اٹھے والے فضہؓ، بھوکے پیاسے کی حاضری ہے
ہوں غلام شہ دیں کی زوجہ اپنی لونڈی سے کیسا پردہ!
جانتی ہوں میں خود حال سب کا، بھوکے پیاسے کی یہ حاضری ہے
یوں بھی جی سے گزرتا ہے کوئی ساتھ مرتوں کے مرتا ہے کوئی
دھو کے منہ ہاتھ کچھ کھا لو کھانا بھوکے پیاسے کی یہ حاضری ہے
پرسا دینے کو آئی ہے لونڈی حاضری شہ کی لائی ہے لونڈی
فاتحہ دو شہ بے وطن کا بھوکے پیاسے کی یہ حاضری ہے
رونے سے جی اٹھیں گے نہ حضرت ہائے دیکھو تو بچوں کی حالت
اب کچھ ان کو کھلا دو ذرا سا، بھوکے پیاسے کی یہ حاضری ہے
مجھ میں طاقت نہیں ہے بکا کی صبر کیجے صابر کی پیاری!
آ کے کچھ کھالے بالی سکینہ، بھوکے پیاسے کی یہ حاضری ہے

نوحہ روزِ عاشورہ

رُوحِ بدر و حُنین پیاسے ہیں دین کے زیب و زین پیاسے ہیں
قلبِ زہرؑا کے چین پیاسے ہیں
تین دن سے حسینؑ پیاسے ہیں

ہر کلی زینتِ چمن پیاسی دشت میں ساری انجمن پیاسی
ہائے اک رات کی دُلہن پیاسی
مالکِ مشرقین پیاسے ہیں!
تین دن سے حسینؑ پیاسے ہیں

ہر دہن میں ہے ہر زباں پیاسی حلق میں خشک ہچکیاں پیاسی
جلتے خیمہ میں بی بیاں پیاسی
مالکِ مشرقین پیاسے ہیں!
تین دن سے حسینؑ پیاسے ہیں

غش میں سجادؑ ناتواں پیاسا ہائے اکبرؑ سا نوجواں پیاسا
ننھّے جھولے میں بے زباں پیاسا
مالکِ مشرقین پیاسے ہیں!
تین دن سے حسینؑ پیاسے ہیں

جو ہے خالی وہ جام پیاسا ہے عصر سے قریب شام پیاسا ہے
دو جہاں کا امام پیاسا ہے!
مالکِ مشرقین پیاسے ہیں
تین دن سے حسینؑ پیاسے ہیں

بہتے دریا کو بھی حیاسی ہے کیسی چھائی ہوئی اُداسی ہے
خود بھی نہرِ فرات پیاسی ہے
مالکِ مشرقین پیاسے ہیں
تین دن سے حسینؑ پیاسے ہیں

تقدیر گل کھلاتی ہے کیا کیا بہار میں !
شادی کے گھر میں ہوتے ہیں ابن حسنؑ کے پھول

زینبؑ پکاریں دلبر زہراؑ کا ہے سوئم !
عباسؑ اٹھائیں اٹھ کے شہ بے وطن کے پھول

نکلا نہ ہائے بانوؑ کا ارمان کسی طرح
شادی ہوئی نہ اکبرؑ گل پیرہن کے پھول

عباسؑ سو رہے ہیں ترائی میں شیر سے
گھر میں ہیں شیر بیشۂ خیبر شکن کے پھول

کہتی ہے بانوؑ پھولوں میں کلیاں بھی ہوں ضرور
کرنے ہیں مجھ کو اصغرؑ غنچہ دہن کے پھول!

نوحہ

"اصغر کو روئے گی علی اکبر کو روئیگی"

اصغرؑ کو روئے گی علی اکبرؑ کو روئے گی
صغراؑ اکیلی اپنے بھرے گھر کو روئے گی

کیا گذری کربلا میں ابھی کچھ خبر نہیں
رنڈسالہ پہنے دیکھ کے مادر کو روئے گی

عباسؑ نامدار کے جب ہوں گے تذکرے
مشک و علم کو دیکھ کے صفدر کو روئے گی

شادی کی اور رنڈاپے کی باتیں سنیں گی جب
کبریٰ اسے مل کے قاسمؑ بے پر کو روئے گی
یاد آئیں گی جو بالی سکینہؑ کی الفتیں
بانوؑ سے پوچھ پوچھ کے خواہر کو روئے گی
ماتم کرے گی عون و محمدؑ کی یاد میں!
جھولے کے پاس بیٹھ کے اصغرؑ کو روئے گی
دیکھے گی اپنے بھائی کو جب باپ کی جگہ
قدموں پہ لوٹ لوٹ کے سرور کو روئے گی
آئے گا ذکر قید کا جب خاک اڑائے گی
بلوے کا حال سن کے مقدر کو روئے گی
پرسے کو جائے گی لحدِ فاطمہؑ پہ جب
روحِ بتولؑ سیدِ بے سر کو روئے گی

نوحہ دربیان جہلم امام عالی مقام

"شام سے اہلبیت باسرِ عُریاں چلے"

شام سے اہلبیت باسرِ عریاں چلے
یعنی سوئے کربلا چاک گریباں چلے
لے کے شہیدوں کے سر بے سر و ساماں چلے
کرتے ہوئے یہ بیاں بادلِ نالاں چلے

آج ہے چالیسواں حضرت شبیرؑ کا
تشنہ جگر کشتۂ خنجر و تقدیر کا

وہ حرم محترم شاہ کے با صد بکا
منزلیں طے کرتے ہائے پہنچے جو در کربلا
دور سے جب قتل گاہ ان کو دکھائی دیا
رو رو کے کہنے لگے حضرت زین العبا
اونٹوں سے اترو تم اب کرتے ہوئے شور و شین
روتے چلو پیادہ پا سے بہ لاش حسینؑ

حضرت سجادؑ سے سن کے حرم یہ کلام
بیٹھے روتے ہوئے اونٹوں سے اترے تمام
سر کو لگے پیٹنے وارثوں کے لے کے نام
آئے جو لاشوں کے پاس ہائے وہ ناشاد کام
چادریں سر سے اتار آنسو بہانے لگے
ہاتھوں سے اس بن کی خاک سر پہ اڑانے لگے

عابدؑ رنجور نے حلقۂ ماتم بنا
بیبیوں کو ساتھ لے خوب سا ماتم کیا
سر جو شہیدوں کے تھے بیچ میں ان کو رکھا
سینہ و سر پیٹ کر رو رو یہ نوحہ پڑھا
زہراؑ کے معصوم کا آج ہے چالیسواں
سید مظلوم کا آج ہے چالیسواں

حضرت زین العابدین یہ جب پڑھ چکے
بیبیوں سے اس طرح رو رو کے کہنے لگے
پہلے کہو کس کی لاش قبر میں عابد رکھے
بانوئے عباسؑ یوں بولی میں صدقے تیرے
پہلے مرے سائیں کی لاش کو گڑوا دیجو!
دے کے کفن پھر اسے لاش کو دھروا دیجو

رو دیا سجادؑ نے سنتے ہی اس کی یہ بات
بانوئے عباسؑ کو لے چلے پھر اپنے ساتھ
روتے ہوئے جب گئے برلب آب فرات
دیکھا تو عباسؑ کے کٹ گئے ہیں دونوں ہاتھ
ہاتھوں کا خون بہہ گیا زردی ہے سب پہ چھا گئی
انگلی ہر اک ہاتھ کی دھوپ سے مرجھا گئی

آپ نے اک بارگی دیکھا جو پھر غور سے
تن سے جدا ہو گئے شانے کٹے ہیں پڑے
سینۂ مجروح پہ زخم ہیں تلوار کے
گھائیاں کٹ گئیں نیزوں کے سب بھالوں سے
سینۂ پر نور ہے تیروں سے چھیدا ہوا
لاشۂ ٹکڑے پڑا خاک پہ لیٹا ہوا

بیاض۔ انجمن ناصر العزا۔ قیمت دس روپیہ
مرتبہ:۔ محمد وصی خان

نوحہ درحال حضرت عباس ع

از سید شبیہ احمد آبلیش بہرسری نبیرہ جناب سید شبیر حسین جعفری نسیم بہرسری مرحوم
(شاگرد و جانشین حضرت داغ دہلوی مرحوم)

کیسا غُل مچا ہے الٰہی فرات پر

کیسا یہ غُل مچا ہے الٰہی فرات پر
مارا گیا حسینؑ کا بھائی فرات پر

آیا نظر نہ جب کہ علم غش ہوئے حسینؑ!
جب دیکھنے کو چشم اٹھائی فرات پر

بیٹا پدر کو لے چلو اپنے چچا کے پاس
بھائی نے کافی دیر لگائی فرات پر

کیوں شور اُٹھ رہا ہے ترائی سے بار بار
اکبر چلو کریں تو رسائی فرات پر

عمو تو خیریت سے ہیں بتلائیے پھوپھی!
بابا گئے ہیں دینے دہائی فرات پر

کہہ کر گئے تھے مجھ سے پریشاں ہونا تم
سُن لو اگر ہوئی ہے لڑائی فرات پر

غربت میں ہائے کیا کریں دولت بنینؑ کی
بتیس۳۲ سال بعد گنوائی فرات پر!

ٹوٹی کمر بھی بازوؤں کا زور گھٹ گیا
جب سے ہوئی انھی سے جدائی فرات پر

دریا کی سمت دیکھ کے زینبؑ نے یہ کہا
بھیّا سکینہؑ تو نہیں آئی فرات پر

تھرّا کے دیتی تھی یہ صدا لاشِ باوفا
پہونچی نہیں ہے غم کی ستائی فرات پر

شرمندہ ہے سکینہؑ سے شہزادی یہ غلام
روکو! نہ آئے بانوؑ کی جائی فرات پر

سوزِ الم سے اُٹھتا رہے گا دھواں انیس
پانی نے ایسی آگ لگائی فرات پر

نوحہ در حال شام غریباں

"ہائے کس طرح کٹی شام غریباں زینبؑ"

(از سید شبیہ احمد انیس پہرسری)

ہائے کس طرح کٹی شام غریباں، زینبؑ
کتنا پُرہول تھا کربل کا بیاباں، زینبؑ

لاشے تا حدِّ نظر آگ دھواں تنہائی
کیسے شب کو رہیں خیمہ کی نگہباں زینبؑ

آگ خیموں میں لگی بھائی، بھتیجے نہ پسر!
کتنی اُس وقت ہوئیں آپ پریشاں زینبؑ

ایک برچھی نے جگر کر دیا چھلنی ورنہ !
کتنے تھے دل میں ترے حسرت و ارماں زینبؑ

بھوک اور پیاس جفاؤں پہ جفا تنہائی
کتنی دشوار تھی یہ گردشِ دوراں زینبؑ

کس کو بہلائیں تشفی کے سخن دیں کس کو
کس قدر غم ہے لئے شامِ غریباں زینبؑ

آگ کے شعلوں سے سجاد کو لائیں کیونکر
آج تک خلق ہے اس حال پہ گریاں زینبؑ

بعدِ شہ رات کٹی چھوٹے بچوں کی کیونکر
آگ سے کم نہ تھی وہ ریگِ بیاباں زینبؑ

قلبِ مجروح پہ کیا گزری شبِ غربت میں
آیا جس وقت نظر گنجِ شہیداں زینبؑ

نام لے لے کے پکارا سرِ مقتل سب کو
دیکھا جب کوئی بھی اپنا نہیں پرساں زینبؑ

لوٹا سا نیزہ لئے مثلِ قیامت شب میں
بن کے عباسؑ رہیں تم سرِ میداں زینبؑ

پشت پہ ہاتھ بندھے سر کھلے اعدا کے ستم
کیسے دفناتی بھلا لاشِ شہیداں زینبؑ

خطبہ دیتی چلی بیمار بھتیجے کے ساتھ
بن گئی اسوۂ زہراؑ کی رگِ جاں زینبؑ

تجھ کو کیا چاہیئے اب اور اندیش مضطر
سن کے نوحے کو ترے کتنی ہے گریاں زینبؑ

نوحہ اربعین بروز چہلم واپسی اہلِ حرم در کربلا بعد رہائی

"زینبؑ نے کئے بین یہ مرقد پہ پہونچکر، اُٹھو مرے بھیّا"

(از سید شبیہ احمد امین پہرسری)

زینبؑ نے کئے بین یہ مرقد پہ پہونچکر۔ اُٹھو مرے بھیّا!
ہم آئے ہیں بازاروں میں دربار میں ہو کر۔ اُٹھو مرے بھیّا
کیا لوگے نہیں لائی ہوں تحفے جو سفر سے، دل اور جگر سے
کہہ دے نہ کہیں گُم انھیں یہ غمزدہ خواہر، اُٹھو مرے بھیّا
کہہ دیجئے محل میری خطا اتنی تھی مجبور، میں بیکس و رنجور
گُم ہوگئی زنداں میں امانت تری دُختر۔ اُٹھو مرے بھیّا
شرمندہ ہوں یہ داغِ جگر یہ ہے نمایاں۔ اے سیّدِ ذی شاں
پُرسہ کے لئے آئی ہوں بھیّا میں لحد پہ، اُٹھو مرے بھیّا
بانوؑ سے چھٹی جب سے ہے زنداں میں سکینہؑ، اے شاہِ مدینہ
کھاتی ہے نہ پیتی ہے سوتی ہے نہ شب بھر، اُٹھو مرے بھیّا
کس جا پہ ہے تُربتِ علی اصغرؑ کی بتادو، آواز سُنا دو!
ہو کوئی تو صورت کہ جو ٹھہرے دلِ مادر، اُٹھو مرے بھیّا
بیتاب ہے کب سے یہ ملاقات کو لیلا، دن رات ہے نالہ!
اب تو اسے بتلادو کہاں ہے علی اکبرؑ، اُٹھو مرے بھیّا
بیٹھی ہوئی وہ چھانتی ہیں ریگِ بیاباں، بے حال ہیں پریشاں
بھابی کا دلبر کا بہت حال ہے ابتر۔ اُٹھو مرے بھیّا!